خواب سراب

نظمیں

ہاشم علی خان ہمدم

خواب سراب

نظمیں

بیسواں مجموعہءکلام

ہاشم علی خان ہمدم

مکتبہءارمغانِ ابتسام، اسلام آباد

https://archive.org/details/@nzkiani

nzkiani@gmail,com

تعارف

نام: ہاشم علی خان ہمدم

ولدیت: زمرد خان

تاریخ پیدائش: 7 جولائی 1973ء

تعلیم: ایم اے اردو، ایم اے انگریزی، بی ایڈ (پنجاب یونی ورسٹی لاہور)

جائے پیدائش: خودہ شریف تحصیل حسن ابدال ضلع اٹک

پیشہ: درس وتدریس

سرکاری ملازمت: اسسٹنٹ پروفیسر (اردو) ایف جی ڈگری کالج واہ کینٹ

ادبی خدمات: بانی ومنتظم موج غزل ادبی فورم (فیس بک)

اصناف سخن: حمد، نعت، غزل، نظم، سلام، منقبت، طنز و مزاح

تصانیف:

۱۔ موجِ کرم (حمد و نعت)

۲۔ پانچواں موسم (غزلیات)

۳۔ آئینہ سچ بولتا ہے (غزلیات)

۴۔ موج غزل (طرحی غزلیات)

۵۔ محبت کی زباں (طرحی غزلیات)

۶۔ دھوپ کی دیوار (طرحی غزلیات)

۷۔ چراغِ فکر (طرحی غزلیات)

۸۔ جہانِ خواب (طرحی غزلیات)

۹۔چشمِ تماشا (طرحی غزلیات)

۱۰۔سراب سے آگے (طرحی غزلیات)

۱۱۔تیسرے کنارے پر (طرحی غزلیات)

۱۲۔آدھا سفر (طرحی غزلیات)

۱۳۔نمودِ سحر (طرحی غزلیات)

۱۴۔آخری چراغ (غزلیات)

۱۵۔ چراغِ حرف (غزلیات)

۱۶۔غزل پوش (غزلیات)

۱۷۔سبیل کرم (نعتیہ مجموعہ)

۱۸۔دم (دیوان)

۱۹۔طیبہء جاں (نعتیہ نظمیں)

۲۰۔خواب سراب (نظمیں)

زیر طبع کلام: ۲۱۔روشنی کے پھول (سلام و مناقب)

۲۲۔سیلفیاں (مزاحیہ کلام)

۲۳۔حبلِ متیں (حمد و نعت)

۲۴۔خوش تاب (غزلیات)

پتہ: خودہ شریف تحصیل حسن ابدال ضلع اٹک فون نمبر: 0311-5509555

کتاب: خواب سراب

شاعر: ہاشم علی خان ہمدم

پتہ: خودہ شریف تحصیل حسن ابدال ضلع اٹک

itshamdam@gmail.com

0311-5509555

سن اشاعت: 2026ء

ایڈیشن: اوّل (برقی اشاعت)

سرورق: نوید ظفر کیانی

ناشر: مکتبہء ارمغانِ ابتسام، اسلام آباد

قیمت: مفت ڈاؤن لوڈ

ویب سائٹ لنک: archive.org

انتساب

خواب سراب

محبت کے نام

یہ کیسا منظر ہے؟ دشت آنکھوں میں خواب جیسا
ہر اک نظارہ دکھائی دیتا ہے پیش منظر
ہر ایک لمحہ سجھائی دیتا ہے پیش منظر
دکھائی دیتا ہے آئنہ بھی سراب جیسا

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
1	پیش رس	15
2	اللہ جل جلالہ	17
3	والنجم	19
4	سبز شجر	21
5	نمود (سانیٹ)	22
6	دسمبر (سانیٹ)	23
7	سال نو (سانیٹ)	24
8	وقت (سانیٹ)	25
9	خواب سراب (اسپنسری سانیٹ)	26
10	سفر (اردو سانیٹ)	27
11	امن کا خواب (اختر شیرانی سانیٹ)	28
12	کرونا سے نہیں ڈرنا (سانیٹ)	29
13	فریبِ تمنا (سانیٹ)	30
14	نیا سال (سانیٹ)	31
15	خام خیالی (ست رنگی)	32

16	ست رنگی	33
17	آ گہی (ست رنگی)	34
18	ابو جان کے نام (ست رنگی)	35
19	اور سہی (ست رنگی)	36
20	چاند تارا (ست رنگی)	37
21	خوب صورت (ست رنگی)	38
22	دائم (دعائیہ ست رنگی)	39
23	جاگو (ست رنگی)	40
24	خزاں (ست رنگی)	41
25	خواب (ہائیکو)	42
26	سخن (ہائیکو)	42
27	چاہت (ہائیکو)	42
28	دریا (ہائیکو)	43
29	الجھن (ہائیکو)	43
30	یخ بستگی (ہائیکو)	43
31	پیرہن (ہائیکو)	44
32	زندگی (ہائیکو)	44

33	محبت (ہائیکو)	44
34	پانچواں موسم (ہائیکو)	45
35	ہجرتیں (ہائیکو)	45
36	کیمیا (ہائیکو)	45
37	دائرہ (ہائیکو)	46
38	شاعری (ہائیکو)	46
39	قطعات	47
40	موج غزل	47
41	آئینہ	47
42	قابل دید	48
43	فروغ حسن	48
44	کرونا مزاجی	48
45	قطعات	49
46	بیٹی	49
47	قرض	49
48	محبت مر نہیں سکتی (نظم معریٰ)	50
49	موسم گل (آزاد نظم)	53

50	بہارِنو (آزاد نظم)	55
51	محبت (آزاد نظم)	57
52	خوف کے پاؤں (آزاد نظم)	61
53	خزاں اور محبت (آزاد نظم)	63
54	کلیکر (آزاد نظم)	65
55	ایک قطرہ	67
56	ابھی اور بھی	68
57	بچے کتنے اچھے	69
58	ماہِ ناتمام	71
59	محبت ۔۔۔ایک حقیقت	73
60	نشاطِ غم	75
61	پانچواں موسم	77
62	پیاس	78
63	الجھن	79
64	یوم محبت	80
65	شب برات	82
66	امس	84

67	شہر آشوب	85
68	مزدوروں کے نام	88
69	سانحہءمری (جاں بحق ہم وطنوں کے نام)	91
70	سیاسی پروجیکٹ	93
71	محبت (ترائیلے)	94
72	الجھن (ترائیلے)	95
73	لایعنی (ترائیلے)	96
74	متشاعر (ترائیلے)	97
75	سنو! (ترائیلے)	98
76	خواب نگر (ترائیلے)	99
77	تروینی	100
78	خزاں میں بہار (عشرہ)	103
79	شاعر (عشرہ)	104
80	ماہیے	105
81	پنجابی ماہیے	109
82	ذوق جنوں (خمسی)	111
83	سہ مصرعی غزل	112

84	سالگرہ	114
85	اہلِ فکر و فن کے نام	117
86	دعائیہ گیت (موج غزل کی منتظم نادیہ سحر کے لیے)	120
87	دعائیہ گیت (موج غزل کی منتظم روبینہ شاہین کے لیے)	122
88	ضیا شہزاد مرحوم کو خراج عقیدت	124
89	احمد علی برقی اعظمی مرحوم کو خراج عقیدت	126
90	ڈاکٹر ذوالفقار دانش مرحوم کے نام	128
91	ذوقِ جنوں (بہ نذر شاذیہ اکبر)	132
92	محبت (شاذیہ اکبر کے لیے)	134
93	شاذیہ اکبر کے لیے نظم	136
94	مشرقی لڑکی (حیا قریشی کے لیے)	139
95	یاد کی بیلیں (عزیز طارق کے لیے)	143
96	شاعر خواب دکھاتا ہے (شوکت کمال رانا کے لیے)	145
97	نقش آشنا (دلاور علی آزر کے نام)	147
98	صفر کا سفر (منظور حسین حسرت کے لیے)	149
99	عرفان قادر مرحوم کے نام	152
100	سلمان باسط کے لیے	154

پیش رس

خالقِ کائنات نے انسانی خمیر میں جستجو کا سفر خواب کیا تو شعور سے لاشعور تک داخلی و خارجی کائنات کی پرتیں آئنہ در آئنہ کھلتی گئیں۔ آنکھیں کھلی ہوں یا بند انسانی شعور دل و دماغ پر جذبات و احساسات کا دھارا رواں دواں رکھتا ہے۔ خواب زندگی میں تحرک اور جذب ہے۔ احساس کے پردے پر منعکس خواب ہی انسانی سوچ کا سفر ہے۔ خواب کا سفر رائگاں نہیں بلکہ پیش منظر راستوں پر منزل کی جستجو ہے۔

نیند میں بے دار دل جب گہری خاموشی میں خوب صورت احساس سے آشنا ہوتا ہے تو من پسند خواہش پا کر سرشار ہو جاتا ہے۔ یہ سرشاری آنکھ کھلتے ہی بکھر جاتی ہے مگر خواب کا احساس دل پر نقش ہو جاتا ہے جو کسی اور خواب تک شعوری حظ عطا کرتا ہے۔ خواب کی حقیقت سراب لگتی ہے مگر یہی سراب خیالی دل و دماغ کو خوش تاب رکھتی ہے۔ خواب سراب انسان کی شعوری تمنا ہے جس کے تحت اس نے ہمیشہ ناممکن کی جستجو کی ہے۔ خواب کا سفر صدیوں کا سفر ہے۔ یوں لگتا ہے کہ انسان نے شعور کے ارتقا میں نسل در نسل خواب وجدان کیے ہیں۔ ہر آنے والی نسل نے رفتگاں کے خوابوں کی تعبیر کی ہے۔ سائنسی ارتقا انسانی شعور کی ترقی میں خواب کا سفر ہے۔ خوابوں کے سفر میں سراب ریت کی دیوار ثابت ہوتے ہیں مگر مایوس نہیں کرتے بلکہ جستجو کی نئی تحریک سے آشنا کرتے ہیں۔ انسان بچپن میں ستارے توڑ لانے کی جستجو کرتا ہے۔ جوانی میں بے نام محبت کے خواب دیکھتا ہے اور بڑھاپے میں گزرے ہوئے کل کے خواب سے لطف اٹھاتا ہے۔ خواب در خواب سراب بدلتا ہے مگر پیاس باقی رہتی ہے۔ شعور کی پیاس ہی زندگی

ہے۔بے خواب آنکھوں میں مایوسی اور ناامیدی کا خلا موت کی وادی تک محیط ہوتا ہے جبکہ خواب زندگی کی علامت،امید کا منظر اور جستجو کی منزل کا آئینہ ہے۔سراب پر کشش اور دل کش ہے۔بظاہر دھوکا ہے مگر درحقیقت زندگی کا مزا ہے۔سراب خیالی سے حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ منزل کی جستجو میں زندگی ہے۔منزل کے حصول سے جستجو اور پیاس ختم ہو جاتی ہے مگر پیاس کی بے قراری،جستجو کا سفر،امید کی روشنی اور خواب کا سفر ایسا احساس ہے جو منزل سے ماورا ہے۔شعور میں منزل کا حصول اہم نہیں بلکہ منزل کی تڑپ اہم ہے۔حرکت میں زندگی ہے۔جمود موت ہے۔شعور کا اختتام ہے۔ہر سراب جھوٹا نہیں ہوتا بلکہ کچھ خواب ایسے ہوتے ہیں جو ریت کو سونا بنا دیتے ہیں۔رستے کی دیوار رکاوٹ نہیں بلکہ تحریک بن جاتی ہے۔جب محنت،صبر اور یقین باہم مل جائیں تو سراب حقیقت کا روپ دھار لیتا ہے۔تب دور دکھائی دینے والا نخلستان سامنے آ کھڑا ہوتا ہے اور انسان سمجھتا ہے کہ جو کچھ کھویا تھا،پا لیا ہے۔میرا وجدان ہے کہ رات کی سیاہی میں ایک روشنی ٹمٹماتی ہے،نجانے وہ چراغ ہے،ستارا ہے کہ چاند مگر میں خواب سراب کی خوب صورت سرسبز وشاداب زمین پر بڑھتا چلا جا رہا ہوں یہی میری زندگی اور شاعری کا سفر ہے۔

خواب سراب میری نظموں کا مجموعہ ہے جو میری بیسویں کتاب کی صورت میں شائع ہو رہا ہے۔اس کی اشاعت میں پیارے بھائی نوید ظفر کیانی کی محبتوں کا مقروض ہوں جن کی تحریک اور تعاون سے برقی اشاعت کا اہتمام کیا ہے۔اللہ سب کو خوابوں کے سفر میں خوش مراد اور شاد باد رکھے۔آمین

ہاشم علی خان ہمدم

13 مئی 2026ء

اللہ جل جلالہ

اللہ
دائم، قائم رب ہے
روز ازل سے
ارض وسما میں
جو کچھ بھی ہے
قائم رکھے
دیکھ رہا ہے، جانچ رہا ہے
نیند نہ اونگھ اسے آتی ہے
خالق ہے، وہ مالک رب ہے
کوئی نہیں جو اس کے در پر
اذن حرف دعا سے بڑھ کر
کوئی سفارش کر سکتا ہو
حاضر، ناظر رب ہے
جو تخلیق شدہ اسرار جہاں کی
سب پرتوں کو دیکھ رہا ہے
پیش نظر اور پس منظر میں
ذرہ ذرہ چھان رہا ہے

جو ہر جو ہر جانچ رہا ہے
کوئی نہیں جو اس کے
اذن بغیر جہاں کی تہہ تک پہنچے
ارض و سما کی کرسی پر وہ
دائم، قائم، سچا رب ہے
اعلیٰ، ارفع، عظمت والا واحد رب ہے

والنجم

قسم روشن ستارے کی
شب معراج جو چمکا
فلک کی آنکھ نے دیکھا
جسے اوج سفر کی تاب نا کی میں
وہ اپنی روشنی بحر کرم کے نور سے لیتا ہوا
موج کرم تقسیم کرتا ہے
الٰہی جس کے علم خاص کی تفہیم کرتا ہے
وہی جو خود بخو د کچھ بھی نہیں کہتا
کلام رب وحی ہو تو اسے تکلیم کرتا ہے
کہ اس کو علم بخشا ہے خدا نے حرف ”اقراء“ سے
ظہور حسن مطلق کا ارادہ جب کیا رب نے
شب معراج بخشی عزت و تکریم بندے کو
(وہی ہے ذات جو محبوب کو لے کر گئی مکہ سے اقصیٰ تک،
پھر اس کو آسمانوں میں دکھائیں عظمتیں اپنی)
دیا حسن لطافت سے
مقام اوج انسانی
محبت سے کھلے اسرار امکانی

اٹھی قوسین کے پردے میں
چشم نور وجدانی
کھلے انوار ربانی، کھلے اسرار یزدانی
مقام آدمیت کو ملا عرفان نورانی
وصال وقرب حق بخشا گیا محبوب اکرم کو
بہ اطمینان قلب وچشم دیکھا حسن عالم نے
شب معراج کا عالم
ورائے عقل آدم ہے
یہ معراج محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے
حسیں بزم تصور میں سجی
ادراک کی آنکھوں سے مومن دیکھ سکتا ہے
کوئی صدیق ہی تصدیق کرتا ہے صداقت کی
قسم روشن ستارے کی
شب معراج جو چمکا
لطافت سے، محبت سے
خدا کی خاص رحمت سے

سبز شجر

چشمِ کرم کے نور سے روشن
رحمتِ عالم کے گلشن میں کھلنے والا
صورت، سیرت، حسن وشمائل
اور کردار میں ڈھلتا پیکر، مومن ایسا سبز شجر ہے
جس کے دل کی کھیتی کا نم
روزِ ازل سے روح کے اندر رکھا گیا ہے
بودش کے ہر دور میں جس کا چرچا
الہامی قرطاس پہ لکھا گیا ہے
انجیل وتورات میں جس کا ذکر ہوا ہے
رحمت کے خوش تاب شجر کی شاخ سے پھوٹا
مومن کا دل سبز شجر ہے
جس کی کونپل کونپل، غنچہ، رنگ اور خوشبو سب سے جدا ہے
خوئے وفا، تسلیم ورضا سے
شرم وحیا سے، نم آنکھوں سے سجدہ نشیں ہے
روشن روشن لوحِ جبیں سے
چشمِ کرم کا سبز شجر ہے

نمود

(سانیٹ)

عجیب رت ہے ، دسمبر کا سرد لہجہ ہے
بدن کو کاٹنے والی خنک ہوائیں ہیں
ٹھٹھرتی سانس ہے، آسیب کی صدائیں ہیں
نظر کے سامنے گردھند کا بسیرا ہے

سڑک پہ حدِّ نظر صفر ہے، دھند لکا ہے
چنار برف ہوئے ، منجمد فضائیں ہیں
حریمِ عرصہ ء جاں پر کئی بلائیں ہیں
مہیب سرد مزاجی کا سحر چھایا ہے

پھر ایک بار بدلنی ہے زندگی ہم نے
بجا ! کہ ہم کسی سوکھے شجر کے پتے ہیں
مگر وجود سے پہلے کی بود لازم ہے

اسی چمن سے اٹھانی ہے سبزگی ہم نے
بجا ! کہ خشک بدن ہے ، فگار سینے ہیں
خزاں کے دور میں ہمدم نمود لازم ہے

دسمبر

(سانیٹ)

حساب عمر تازہ ہو رہا ہے
پرانے دن مٹائے جا رہے ہیں
نئے ایام لائے جا رہے ہیں
لباس وقت اجلا ہو رہا ہے

وصال و ہجر برپا ہو رہا ہے
کئی دکھڑے بھلائے جا رہے ہیں
کئی رشتے نبھائے جا رہے ہیں
وفاؤں کا اعادہ ہو رہا ہے

دلوں سے روشنی کا رنگ لے کر
ہماری دھڑکنوں کو تیز کرنے
محبت کا کیلنڈر آ گیا ہے

شعور زندگی کا ڈھنگ لے کر
صدائے عصر کو مہمیز کرنے
سنا ہے پھر دسمبر آ گیا ہے

سال نو

(سانیٹ)

خزاں کے داغ ڈھلیں اور بہار آ جائے
کسی کے نام سے موسم کا رنگ کھلنے لگے
کسی کے دم سے فضاؤں کا انگ کھلنے لگے
کسی کی چارہ گری سے قرار آ جائے

چلو کہ پھر سے محبت کا کوئی کام کریں
سنا ہے پھر سے کیلنڈر بدلنے والا ہے
گھڑی کے ساتھ دسمبر بدلنے والا ہے
نئ فضا میں پرندے ، نئ اڑان بھریں

حسین رت ہو ، محبت سے لوگ ملتے رہیں
صبا سے خواب ، مہکتے ہوئے فسانے ہوں
وفا کے گیت ، عقیدت بھرے ترانے ہوں
گذشتہ سال کی مانند پھول کھلتے رہیں

خدا کرے کہ مرا دل نہال ہو جائے
یہ سال نو بھی محبت کا سال ہو جائے

وقت

(سانیٹ)

حرف کن سے عیاں حرف آغاز ہے
اسم حرف ازل کو زمانہ ہوا
بودگی کا مکمل فسانہ ہوا
زندگی وقت کی پہلی آواز ہے

وقت راز کہن ہے ، پراسرار ہے
لمحہ لمحہ سکیلر ہے ، ویکٹر بھی ہے
وقت ازل سے ابد کا کنیکٹر بھی ہے
وقت رفتار ہے اور مقدار ہے

تین سو ساٹھ ڈگری پہ سوئی کا سفر
ساٹھ سیکنڈ گزرتے منٹ ہو گیا
پھر منٹ در منٹ ایک گھنٹہ ہوا
وقت چوبیس گھنٹے گھڑی کا سفر

آگہی وقت ہے ، روشنی وقت ہے
سانس کا نام ہے ، زندگی وقت ہے

خواب سراب

(اسپنسری سانیٹ)

پہلا منظر : پھول پہ اڑنے والی تتلی
دوسرا منظر : خواب اگانے والا لڑکا
تیسرا منظر : نیند میں چلتی لڑکی ، سپنا
چوتھا منظر : خواب پہ مرنے والی لڑکی

پانچواں منظر : خواب میں آنے جانے والا
اگلا منظر : کچی نیند میں جاگنے والی
ساتواں منظر : پیار سے ناز اٹھانے والا
آٹھواں منظر : خواب کے پیچھے بھاگنے والی

اگلا منظر : کچے خواب دکھانے والا
دسواں منظر : بکھری گھڑی اور ویرانہ
اگلا منظر : شہر کو چھوڑ کے جانے والا
آخری منظر : ریل کی سیٹی اور ویرانہ

اپنی وفا پر سب کی عزت وار گئی ہے
گھر سے بھاگنے والی لڑکی ہار گئی ہے

سفر

(اردو سانیٹ)

یہ کیسا منظر ہے؟ دشت آنکھوں میں خواب جیسا
ہر اک نظارہ دکھائی دیتا ہے پیش منظر
ہر ایک لمحہ سجھائی دیتا ہے پیش منظر
دکھائی دیتا ہے آئنہ بھی سراب جیسا

عجیب دنیا ؛ کہ خواب صورت سجی ہوئی ہے
گھڑی گھڑی یوں بدلنے والا خیال کیا ہے؟
یہ عکس کیا ہے؟ یہ رنگ کیا ہے؟ جمال کیا ہے؟
ہر ایک صورت؛ سراب صورت سجی ہوئی ہے

کسی کسی پر جمود طاری ، کوئی تغیر نبھا رہا ہے
ہم اپنے اپنے چنیدہ رستے بدل رہے ہیں
کسی پہ رسم کہن کا سایہ، کوئی روایت مٹا رہا ہے
سراب صورت ،فریب پالے، مچل رہے ہیں

ہم ایسے گاڑی چلا رہے ہیں، نجانے کیا کیا گنوا رہے ہیں
قریب ہیں جو بچھڑ رہے ہیں، جو دور ہیں ساتھ جا رہے ہیں

امن کا خواب

(اختر شیرانی سانیٹ)

عشق پر زور نہیں ، غور تو ہو سکتا ہے
خشک مٹی کو بہاروں سے سے سجایا جائے
دل کے نقشے سے کوئی نقش اٹھایا جائے
سلسلہ پیچ کوئی اور تو ہوسکتا ہے

اس علاقے میں نیا دور تو ہو سکتا ہے
اب کوئی اور تعلق نہ نبھایا جائے
دل کی دلی کو محبت سے بسایا جائے
دل کے پنجاب میں لاہور تو ہو سکتا ہے

ظلمت شب سے کوئی صبح نکالی جائے
جنگ کا شوق ؛ اندھیروں کی حکومت پھیلے
امن کا خواب ؛ اجالوں کی صباحت ٹھہرے
مشرقی رنگ سے تہذیب اجالی جائے

ایک دن خاص محبت کا نکالا جائے
دل کی دیوار کو گرنے سے بچایا جائے

کرونا سے نہیں ڈرنا

(سانیٹ)

جبین وقت پر تاریخ کا یہ راز لکھا ہے
خدا نے ہر صدی میں آئین طرز کہن بدلا
زمیں بدلی ، زمن بدلا ، فضا بدلی ، چمن بدلا
یہی قانون قدرت ہے، یہی صدیوں کا قصہ ہے

زمانے کے خدا نے ہر بشر کو آزمایا ہے
زمانہ کب کسی خونی وبائے عام پر ٹھہرا
زمانہ اس سے پہلے بھی کئی آفات سے گزرا
زمانے نے کرونا کو کچل کر آگے جانا ہے

سو پیغام در تہذیب نو کو عام کرنا ہے
محبت لازمی ٹھہری ، اخوت لازمی ٹھہری
بقائے باہمی کے لیے، یہ خلوت لازمی ٹھہری
سماجی فاصلہ رکھنا ، فلاحی کام کرنا ہے

قرنطینہ میں رہنا ہے، کرونا سے نہیں ڈرنا
اکیلے پن کو سہنا ہے ، کرونا سے نہیں ڈرنا

فریبِ تمنا

(سانیٹ)

اکیسویں صدی کا نیا سنگ میل ہے
اک اور سال وقت کی تاریخ ہو چکا
جو پل کٹا ہے ، بخت کی تاریخ ہو چکا
پیش نظر ہے زندگی ؛ خوابوں کی جھیل ہے

کیا خواب؟ کیا خیال؟ شب و روز ہے یہاں
کیا دھن لگی ہوئی ہے ؟ زمیں کے اسیر کو
کیا نقش کھینچتا ہے ؟ ادھوری لکیر کو
کیا حسن؟ کیا جمال؟ شب و روز ہے یہاں

ادراک ہو رہا ہے کہ دنیا فریب ہے
پر کھولنے لگی ہے حقیقت کی روشنی
عریاں ہے ہر لباس میں خواہش کی زندگی
دیکھیں گے، جو بھی آج تک دیکھا؛ فریب ہے

آئنہ جہاں کا تماشا یہی تو ہے
ہمدم فریب چشم تمنا یہی تو ہے

نیا سال

(سانیٹ)

احساس کی دھرتی پہ نئے پھول کھلیں گے
اے راحتِ جاں! عرصہء ادراک یہی ہے
اے راحتِ جاں ! رشتہ ء ادراک یہی ہے
ملتے ہیں محبت سے ، محبت سے ملیں گے

اطراف میں رہتا ہے ترے پیار کا موسم
دھڑکن میں ترے نام کی خوش تاب صدا ہے
سانسوں میں ترے حسن کی خوش رنگ ادا ہے
آنکھوں سے لپٹتا ہے حسیں خواب کا ریشم

یوں ہے کہ رگِ جاں میں ترے نام کا نم ہے
یوں ہے کہ محبت سے نیا عہد کریں گے
یوں ہے کہ سدا ساتھ جیے، ساتھ مریں گے
یوں ہے کہ سحر خیز تری شام کا دم ہے

اے نورِ نظر ! تجھ کو نیا سال مبارک
اے جانِ سحر ! تجھ کو نیا سال مبارک

خام خیالی
(ست رنگی)

دنیا
خالی خالی
تنہائی کی ڈالی
ہر سو بدحالی چھائی ہے
نادیدہ، ان جانا ڈر ہے، میں ہوں
دل کی کھڑکی کھولے کوئی جھونکا ہمدم
تازہ کلیاں کھل جانے سے جائے خام خیالی

ست رنگی

ست رنگی
ستائیس مئی، سن بیس
تجریدی، تاریخی دن ٹھہرا
جب دل نے حرف نو، دھڑکایا، مہکایا
جیسے خوش بو مہکی، پھولوں کے رنگوں کی خو مہکی
نیلے، پیلے رنگوں میں کلیوں سے تتلی کے پر دیکھے رقصاں
ست رنگی میں کومل سارے گا ما پا دانی کے سر نظمائے ہیں ہمدم

آ گہی

(ست رنگی)

استعارہ

آ گہی ہے، شاعری ہے
استعارہ سبز لفظوں کی زمیں ہے
اس زمیں پر روشنی کے پھول کھلتے جا رہے ہیں
روشنی کی نیلی کرنیں، زندگی کے آئینے پر پڑ رہی ہیں
نیلگوں سے سبز ہوتی بودگی میں برگ، پتے، رنگ، خوشبو دیکھتا ہوں
اور یہ سب استعارے (سبز دھارے) آ گہی کے عرصہء آئینگی سے پھوٹتے ہیں

ابو جان کے نام
(ست رنگی)

ابو!

پیارے ابو!
میرے دل کی دھڑکن!
بھول نہیں سکتا میں دعائیں
اپنے ہاتھوں کی محراب میں رکھی
خوشبو سے لبریز محبت اور عقیدت
جس کے دم سے رحمت کے دروازے کھلتے ہیں

ست رنگی

اور سہی!
خواب مرے! خواب ترے!
حرف ہوئے، شعر ہوئے، نظم ہوئے
اور سہی! دیدہ وری، کوزہ گری، مصرع گری
دیکھ مگر! ایک نظر! قلب وجگر، شام وسحر!
کچھ بھی نہیں، دوروقریں، قلب دروں، جسم بروں، دل کے مکیں، میرے یقیں
تیرے سوا! حرف رسا! عجز دعا! کچھ بھی نہیں! عشق مرا! عشق ترا! اور سہی!

چاند تارا
(ست رنگی)

چاند تارا
روشنی کا استعارہ
ظلمت شب سے کشیدہ ہو رہا تھا
چودہ صدیوں سے نمو داری کی بودش ہو رہی تھی
طیبہء جاں سے نکلتے سبز دھارے روشنی میں ڈھل رہے تھے
نور کی آہٹ بنفشی منزلوں کی موج بن کر دھڑکنوں میں گونجتی تھی
نقشہء ارض وسما پر پاک دھرتی کا تصور ملک پاکستان بننے جا رہا تھا

خوب صورت
(ست رنگی)

دیکھیے تو
خوب صورت زندگی ہے
روشنی کے رنگ سارے، استعارے
آگہی کے طاقچے سے جھلملاتے جھانکتے ہیں
زندگی تصویر کرتے، خواب کی تعبیر کرتے زاویے ہیں
حرف کی پرکار کھلتی جا رہی ہے، نقش سارے دائرہ در دائرہ پر کھولتے ہیں
دیکھیے تو! زندگی کے استعارے، آگہی کے طاقچے سے دل کی کھڑکی کھولتے ہیں

پیارے بیٹے محمد دائم علی خان کی نویں سالگرہ پر
(دعائیہ ست رنگی)

دائم

شاد رہو تم
ہر پل ہنستے بستے
خوشبو کے رنگوں میں سجتے
پھولوں کے ناز و انداز میں ڈھلتے
بادِ صبا کی نرم روش پر چلتے رہو تم
دائم! آج تمھاری سالگرہ ہے، دل سے دعا ہے

جاگو
(ست رنگی)

جاگو!
لوگو! دیکھو!
اپنی آنکھیں کھولو!
سوچو! سمجھو! پرکھو! جانچو!
ایسا، ویسا، الٹا، سیدھا، کیوں ہے؟
دائیں، بائیں، آگے، پیچھے، اوپر، نیچے
ظلمت کیوں ہے؟ گھور اندھیرا، سورج کالا کیوں ہے؟

خزاں
(ست رنگی)

خزاں
یہاں وہاں
نہاں، عیاں نشاں
سماں، زباں، بیاں، فغاں
رواں دواں، کشاں کشاں گماں
مچاں، کماں، اٹھاں، اڑاں، اماں، کہاں؟
جہاں جہاں زیاں، دھواں دھواں جواں خزاں

ہائیکو

خواب

اک دوجے کے ساتھ
خواب اجالا کر دیتے ہیں
جیون لمبی رات

سخن

پھولوں کی بارات
خوش بو مہکے رنگ سنوارے
دل سے نکلی بات

چاہت

ہاتھ میں ڈالے ہاتھ
چاہت کا احساس مکمل
تیری میری ذات

دریا

بدلیں گے حالات
سوہنی دریا پار کریں گے
وقت کو دیں گے مات

الجھن

ریشم سے جذبات
چاند کی کرنیں الجھ رہی ہیں
گوری چرخہ کات

یخ بستگی

سرد لہجہ سخن ہواؤں کا
منجمد ہیں چنار لفظوں کے
ہائے یخ بستگی دسمبر کی

پیرہن

پھول بدلیں گے پیرہن اپنا
رنگ آئے گا شوخ کلیوں پر
تتلیوں نے گلاب ہونا ہے

زندگی

تتلیاں اڑ رہی ہیں پھولوں پر
زندگی نے نمود پائی ہے
رنگ خوش بو میں بات کرتے ہیں

محبت

ایک مصرع گلاب چہرے پر
باقی مصرعے حسین آنکھوں میں
یہ محبت بھی ایک ہائیکو ہے

پانچواں موسم

ایک تم اور ایک میں ہمدم
کب رتوں کے اسیر رہتے ہیں
یہ محبت ہے پانچواں موسم

ہجرتیں

وحشتوں کا موسم ہے
امن فاختاؤں نے
ہجرتیں تو کرنی ہیں

کیمیا

فکر ، آگہی تم ہو
کیمیا گری یہ ہے
میری زندگی تم ہو

دائرہ

سلسلہ محبت کا
ہم رداس تم سے ہے
دائرہ محبت کا

شاعری

ایک تیرے آنے سے
پھول مسکرانے سے
شاعری کا موسم ہے

قطعات

موج غزل

فروغ شعر و ادب ہے سرائے موج غزل
چراغ حرف ہے، نور ضیائے موج غزل
غزل کی تان اٹھائی، کیا ہے نظم الاپ
سخن کشید کیا ہے برائے موج غزل

آئنہ

جتنا ظاہر ہے، اتنا باطن ہے
جو بھی حرکت میں ہے، وہ ساکن ہے
اٹھ رہا ہے حجاب آنکھوں سے
آئینے کا حساب ممکن ہے

قابل دید

دل و نظر میں تلاطم تھا ، اس لیے دیکھا
لبوں پہ خاص تبسم تھا ، اس لیے دیکھا
صدائے نغمہ ء دل تھی ، حسین ترنم تھا
لطیف حسن تکلم تھا ، اس لیے دیکھا

فروغ حسن

فروغ ماہ تبسم ، وفور انجم ہے
خیال و خواب کا منظر ، حسین قلزم ہے
اتر رہا ہوں محبت بھرے سمندر میں
کنار موج تلاطم نگاہ میں گم ہے

کرونا مزاجی

جانوں سے کھیلتے ہیں کھلونا مزاج لوگ
نکلے نہ اپنے قد سے یہ بونا مزاج لوگ
بے چہرگی کا کرب نہ سمجھیں گے یہ کبھی
ناسور ہیں وبا میں کرونا مزاج لوگ

قطعات

بیٹی

فضل ربی ، کرم کی دولت ہے
سبز و شاداب گھر کی جنت ہے
زندگی ہے ، مری یہی ہمدم
میری بیٹی خدا کی رحمت ہے

قرض

ستر سال کا قرض چکانا مشکل ہے
اپنے آپ میں واپس آنا مشکل ہے
بچہ بچہ قرض کے جال میں جکڑا ہے
آئی ایم ایف سے جان چھڑانا مشکل ہے

محبت مر نہیں سکتی

(نظم معریٰ)

کلیسا کے خداؤں نے
یہ سمجھا تھا زمانے میں
ویلنٹائن کا خوں کر کے
محبت کو فنا کر کے
نئی تاریخ لکھیں گے

زمانے کو بتا دیں گے
کہ فطرت کے تقاضوں کو
مٹا دینا ضروری ہے

کلیسا کے خداؤں نے
یہ سوچا تھا نجانے کیوں؟
دلوں میں پیار کا رشتہ
کبھی دائم نہیں ہوتا

وہ سمجھے تھے کہ سولی پر
محبت مر بھی سکتی ہے

بدن سے روح کا بندھن
فقط سانسوں کی ڈوری ہے

مگر قدرت دکھاتی ہے
کہ جھوٹے ناخداؤں کی
حقیقت، خام ہوتی ہے

محبت خاص ہوتی ہے

زمانہ رنگ بدلے تو
اندھیرے مٹ بھی سکتے ہیں
اجالا پھیل سکتا ہے
سحر کروٹ بدلتی ہے

جالے پھیل جائیں تو
وفا کے پھول کھلتے ہیں
دلوں پہ رنگ آتا ہے
محبت سانس بنتی ہے

کلیسا کے وفادارو!
محبت کائناتی ہے
محبت مٹ نہیں سکتی
محبت تو محبت ہے
محبت زندہ رہتی ہے
محبت مر نہیں سکتی

موسم گل

(آزاد نظم)

پھول کھلتے ہیں
رنگ اور خوشبو سے
نقش تازہ ابھرنے لگتے ہیں

عرصہء جاں مہکنے لگتا ہے
جیسے تشبیہ کے تعلق سے
استعارے نمود پاتے ہیں

تتلیاں مسکرانے لگتی ہیں
خوش خرامی صبا کے لہجے میں
کتنے منظر
کلام کرتے ہیں
شوخ کلیاں
مہکنے لگتی ہیں

لالہ زاروں میں زندگی کا عکس
دھڑکنوں پر محبتوں کا رقص
دیدہ ءدل کی لو میں خواب کی صورت
روشنی کے گلاب کی صورت
جھلملاتا ہے
مسکراتا ہے
دل کے گلشن میں کون آتا ہے؟
موسمِ گل وجود پاتا ہے

بہار نو

(آزاد نظم)

خزاں گزیدہ
خنک رتوں سے نکل رہے ہیں
وفورِ خورشیدِ وقت سے پھر
نظامِ ہستی بدل رہا ہے
جدید لمحے وجود پا کر
روایتِ عصر کے جنوں میں
نجانے کیا کیا بدل رہے ہیں
عجب سفر ہے
قدیم صدیوں سے
گرد ہوتے ہوئے مسافر
نمود پا کر
بریدہ شاخوں کی کوکھ سے
جنم لے رہے ہیں

نوائے گل سے سرود پا کر
گداز جذبوں سے
سبز پتے، گلاب کلیاں تراشتے ہیں
صبا کی لہروں سے

اجلا دامن سنوارتے ہیں
حسین رنگوں کے پیرہن سے
مہکتی خوشبو
کشید کرتے ہیں، گھولتے ہیں
بہارِ نو کا شعور سینوں پہ کھولتے ہیں

محبت

(آزاد نظم)

میں تھا عشق میں پاگل لڑکا
وہ تھی حسن کی الھڑ نار
اک دن یوں ہی چلتے چلتے
فون پہ باتیں کرتے کرتے
پیار ہوا ہم دونوں کو
دھیرے دھیرے دھڑکن ہوکر
دل سے ہوا اظہار
دل دھرتی پر خون سے لکھا
ہم دونوں نے پیار
وہ اک شہر کی رانی ٹھہری
میں گاؤں کا راجا
شہر اور گاؤں کا یہ سنگم
رب کا تھا احسان
دل میں اک دوجے کی چاہت
جاگی صبح وشام

دن بھر اک دوجے سے باتیں
رات سہانے خواب
خواب سنہرے دھڑکن ٹھہرے
اک دوجے کا جیون ٹھہرے
بڑھتے بڑھتے پیار میں ٹھہرے
ہم دم اور ہم نام
اک دوجے کی سانس کے مالک
شعر، سخن، وجدان۔۔

قربت حد سے بڑھ جائے تو
یوں بھی ہوتا ہے
اک دوجے کی جان کے مالک
جان کو آنے لگتے ہیں
چھوٹی چھوٹی باتوں پر
احسان جتانے لگتے ہیں
وقت کے ظالم ہاتھ سے اپنے
ہاتھ چھڑانے لگتے ہیں۔۔۔

لیکن ہم دونوں کی مرضی
اک دوجے سے ملتی ہے
عشق سمندر کے ساحل پر
ہم دونوں بنجارے ہیں
اپنے بیچ سمندر جیسے
دور کنارے ہیں
وقت کی الجھی ڈور کے اندر
پیار کے سلجھے دھاگے ہیں
جتنی گرہیں بھی لگ جائیں
پیار کے ہاتھ سے کھلتے ہیں
وقت کے جابر چکر میں ہم
کتنے ہی مصروف رہیں ہم
دل تو ساتھ دھڑکتے ہیں
اک دوجے پر مرتے ہیں
چھوٹی چھوٹی باتوں پر بھی
لڑنا اپنی عادت ہے
ایک دوجے سے کیسا شکوہ

یہ تو خاص محبت ہے
فرصت ہو تو اک دوجے کو
حد سے زیادہ ملتے ہیں
اور مصروف رہیں تو
اپنی دنیا میں گم رہتے ہیں
ہم نے اپنے پیار کی دنیا
خواب کی صورت رکھی ہے
ایسی دنیا ہم نے دیکھی
جیسی دنیا تھی ہی نہیں
ہم دونوں کے بیچ محبت
اپنا آپ دکھاتی ہے
ہجر کہانی کے اندر بھی
وصل کے رنگ دکھاتی ہے
سچ تو یہ ہے ہم دونوں کو دوری آن ملاتی ہے
سچ تو یہ ہے
"ہم دونوں نے کی جو محبت
اور کسی نے کی ہی نہیں"

خوف کے پاؤں

(آزاد نظم)

دل کے کمرے میں
احساس کے فرش پر
دھڑکنوں سے کشیدہ
حسیں رنگ
ریشم کی طرح الجھتے، سمٹتے، لپٹتے ہوئے
ایسے بکھرے کہ ہر سو
مری خواہشوں کی دھنک بن گئی
اور میں ایک انسان ہونے کی مستی میں گم
کھلکھلانے لگا، مسکرانے لگا
خواہشوں کی دھنک سے ذرا دور کونے میں اک سرسراہٹ ہوئی
چند چوہے کہیں سے نمودار ہو کر مچلنے لگے
خوب صورت دھنک دیکھ کر گنگنانے، پھدکنے، اچھلنے لگے
یک بہ یک ایک بلی کہیں سے نمودار چپکے سے آگے بڑھی
اور چوہوں میں رزق شکم کے لیے
اپنے پنجوں کی طاقت پہ چلنے لگی
جونہی چوہوں نے بلی کو دیکھا تو سب
موت کے خوف سے تھرتھرانے لگے

خواہشوں کی دھنک پار کرتے ہوئے، کپکپاتے ہوئے
دل کے اک اور کونے میں داخل ہوئے
ایک تہذیب کا کینوس تھا جہاں
جس کی شفاف سطح پہ کچھ نقش ہونے کو تھا
ایک انسان کی خواہشوں کی دھنک نقش ہونے کو تھی
سرمئی خوف کی زد میں آئے ہوئے چند چوہے
دھنک فام رنگوں میں لتھڑے ہوئے
موت کے سائے کی طرح پیچھے لگی
کالی بلی کی ہیبت سے ڈرتے ہوئے
جوں ہی تہذیب کے کینوس پر چڑھے
کچھ گرے، کچھ بچے،
لڑکھڑاتے ہوئے، کپکپاتے ہوئے نقش ہوتے گئے
اور میں ایک انسان ہونے کی پاداش میں
خواہشوں کی دھنک سے پرے
اپنی تہذیب کے کینوس پر بنے
خوف کے پاؤں چلتا رہا
کپکپاتا ہوا، تھرتھراتا ہوا

خزاں اور محبت

(آزاد نظم)

سیاہ راتوں میں اوس پڑتے ہی
سبز پتوں پہ زرد موسم کا رنگ آیا
حسیں دسمبر کی یاد لایا
وہ اک دسمبر جو برف جذبوں کی سرد مہری کو توڑتا ہے
چنار وادی سے دور روہی کے سرد صحرا میں پلنے والی
حسیں محبت سے جوڑتا ہے
وہ اک محبت جو میری دھڑکن کا ولولہ ہے
وہ اک محبت جو میری آنکھوں کا آئنہ ہے
وہ اک محبت جو میری سانسوں کا سلسلہ ہے
وہ اک محبت جو میری ہستی کا دائرہ ہے
وہ اک محبت قرار جیسی
وہ اک محبت خمار جیسی
وہ اک محبت بہار جیسی

وہ اک محبت خزاں کے موسم میں سرخ پھولوں کی داستاں ہے
وہ اک محبت جو آتش گل میں ضوفشاں ہے
وہ اک محبت جو عکس خوشبو میں بے کراں ہے
وہ اک محبت جو بہتے جھرنوں کی نغمہ خواں ہے
بہار جیسی حسیں خزاں ہے
وہ اک محبت جو روشنی ہے
وہ اک محبت جو نغمگی ہے
وہ اک محبت جو آگہی ہے
وہ اک محبت جو شاعری ہے
وہ اک محبت جو زندگی ہے

کلیکر
(آزاد نظم)

یہ کلیکر سے کھیلتے بچے
جی لبھاتے ہیں
غل مچاتے ہیں
جانتے ہی نہیں کہ ٹک ٹک میں
پایا جاتا ہے کیسا مومینٹم ؟
یہ تو ٹکراؤ اور تصادم کا
فلسفہ ہی کبھی نہیں سمجھے

ان کی معصوم صاف آنکھوں نے
ہر گھڑی کائنات میں برپا
ایٹموں کے مہین ذروں میں
قوت جوہری نہیں دیکھی
خاک زادوں کے تند جذبوں میں
قوت عشق سے جنوں آور
وقت کی آ گہی نہیں دیکھی
خیر و شر، مثبت و نفی کیا ہے؟
دو مخالف وجود کیا شے ہیں؟
مرد و عورت کا مسئلہ کیا ہے؟
یہ وجود و شہود کیا معنی؟
فلسفہ زندگی کا کیا سمجھیں؟
یہ کلیکر سے کھیلتے بچے
زندگی کو خوشی خوشی کھیلیں
راہ میں جو ملے وہی لے لیں
یہ کلیکر سے کھیلتے بچے

ایک قطرہ

مجھے محبت کی بارشوں سے، بس ایک قطرہ ملا ہے ہمدمؔ!
وہ ایک قطرہ! جو ٹوٹ برسے تو بحر و بر کی حدود ٹھہرے
وہ ایک قطرہ! جو ٹوٹ برسے تو چاہتوں کی نمود ٹھہرے
وہ ایک قطرہ! جو ٹوٹ برسے تو آگ ٹھہرے نہ دود ٹھہرے
وہ ایک قطرہ! جو ٹوٹ برسے تو غنچۂ دل گلاب کر دے
وہ ایک قطرہ! جو ٹوٹ برسے تو دشت بھی آب آب کر دے
وہ ایک قطرہ! جو ٹوٹ برسے تو فصلِ گل باریاب کر دے
وہ ایک قطرہ! جو ٹوٹ برسے تو تشنگی بھی شراب کر دے
جو سب ستاروں کی روشنی ماہتاب کر دے
جو ذرّے ذرّے میں ایک ہی آفتاب بھر دے
وہ ایک قطرہ! جو ٹوٹ برسے تو پھر کوئی بھی طلب نہ ہو گی
محبتوں کی، عنائتوں کی، خواہشوں، خواب صورتوں کی
بس ایک قطرہ! بہت ہے ہمدمؔ!
جو ٹوٹ برسے تو ابرِ نیساں کو عام کر دے
کھلے ہیں جتنے بھی سیپ سارے گہر بنا دے۔۔۔۔دوام کر دے
بس ایک قطرہ بہت ہے ہمدمؔ! جو ٹوٹ برسے
تو زندگی کامیاب کر دے، محبتیں انتساب کر دے

ابھی اور بھی

کچھ خواب سہانے یاد رہیں
کچھ ویرانے آباد رہیں
کچھ یادوں کی بارات رہے
کچھ سپنے سندر سندر ہوں
کچھ رم جھم پیار کے منظر ہوں
کچھ آنکھوں میں برسات رہے
دھڑکن میں تیری آس رہے
ترے ہونے کا احساس رہے
تو سپنوں کی تعبیر لگے
تو رانجھن رانجھن ہیر لگے
ہاتھوں میں تیرا ہاتھ رہے
یوں تیرا میرا ساتھ رہے
ہم اک دوجے کے پیار میں گم
چاہت کے اک بازار میں گم
ہم ساتھ رہیں!
کچھ وقت ہمارے ساتھ رہے
ابھی اور بھی، ابھی اور بھی!

بچے کتنے اچھے

اک پھول سا چہرہ رکھتے ہیں
اک چاند سے کھیلا کرتے ہیں
آنکھوں میں جگنو رکھتے ہیں
ہونٹوں پر کلیاں رکھتے ہیں
باتوں میں خوشبو رکھتے ہیں
تتلی سے کھیلا کرتے ہیں
انداز نرالا رکھتے ہیں
اک شوق انوکھا رکھتے ہیں
جب صورت کوئی بھا جائے
گڑیا پر دل جو آ جائے
تو اس کو پانے کی خاطر
ضد کرتے ہیں، روتے بھی ہیں
کرلاتے ہیں
جب کوئی کھلونا مل جائے
من بھاتی گڑیا مل جائے
جی بھر کے دل بہلاتے ہیں
کچھ ہنستے ہیں، کچھ روتے ہیں
کچھ اپنے من میں گاتے ہیں

مٹی میں کھیلنے لگتے ہیں
مٹی کے گھر بناتے ہیں
پھر ان کو توڑنے لگتے ہیں
ان کا انداز نرالا ہے
جو مانگیں، روکر مانگتے ہیں
جو کھیلیں، خاک میں کھیلتے ہیں
جو روکھی سوکھی مل جائے
اس پر ہی گزارہ کرتے ہیں
جو تاج محل بھی مل جائے
اس کو بھی کھلونا کہتے ہیں
جو کھیل میں جھگڑا ہو جائے
لڑتے ہیں، لڑ کر آپس میں
پھر دوستی کرنے لگتے ہیں
کینہ ہے، نہ کوئی لالچ ہے
نے کوئی تکبر رکھتے ہیں
یہ بچے کتنے سچے ہیں
جینے کا سلیقہ رکھتے ہیں
یہ بچے کتنے اچھے ہیں! یہ بچے کتنے سچے ہیں!

ماہِ ناتمام

ترے چہرے پہ رنگِ احمریں دیکھے تو موسم جھوم اٹھتا ہے
تری آنکھوں میں جگنو دیکھ کر چشمِ غزالاں ناز کرتی ہے
ستارے جھلملانا بھول جاتے ہیں
تری پلکوں کو بوجھل دیکھ کر سپنے سنہرا جال بنتے ہیں
خمار آلود مستی سے بھری مینا چھلکنے کو ترستی ہے
شرابوں سے بھرے ساغر مچلنا بھول جاتے ہیں
ترے ہونٹوں کی سرخی دیکھ کر کلیاں گلابی ہونے لگتی ہیں
قبائے موجۂ گل اوڑھ کر تتلی تھرکتی ہے
تری روشن جبیں سے چاندنی لے کر فلک پر اک سنہرا چاندا بھرتا ہے
کہ جس کی ہر کرن کا عکس ہر سو رقص کرتا ہے
ترا احساس تاروں میں چمکتا ہے
تری زلفوں کی چھاؤں میں گھٹائیں چین پاتی ہیں
اچانک ایک بجلی سی گرا کر جھوم جاتی ہیں
ترے کانوں کی بالی میں
ترے ہاتھوں کی چوڑی میں
ترے پاؤں کی پائل میں

ہزاروں رنگ ہیں جو جگمگاتے، جھلملاتے، مسکراتے ہیں
ترا ہنسنا، ترا چلنا
ترا ہر بات پر یوں مسکرا دینا
بڑا ہی خوشنما ہے، دلربا ہے، دل کو بھاتا ہے
تجھے غنچہ دہن، سیمیں بدن، لعلِ یمن، رشکِ قمر
دیکھیں تو آنکھیں ناز کرتی ہیں
نجانے کیوں مگر مجھ کو
ترے چہرے، تری آنکھوں، تری پلکوں، ترے ہونٹوں
تری زلفوں، تری بانہوں، ترے ہاتھوں، ترے قدموں
ترے انداز میں، گفتار میں، کردار میں، ہر بات میں، احساس میں
اک بے کلی محسوس ہوتی ہے
ترے دل میں سلگتی دھڑکنوں کی ایک محرومی
تری نمناک آنکھوں میں
محبت کی نمی محسوس ہوتی ہے
ترے ویران جیون میں کسی انجان ہمدمؔ کی کمی محسوس ہوتی ہے!!!

محبت۔۔۔ایک حقیقت

محبت ایک جذبہ ہے کہ جس کی کونپلیں
دل کی سلگتی، چلچلاتی، دھڑکنوں سے اک نمو پا کر نکلتی ہیں
محبت حرف ہے! جس حرف کے ہر ایک نقطے میں
صریرِ قلب شامل ہے! خمیرِ قلب شامل ہے!
محبت آگ ہے! جس آگ کے شعلے جلے دل کو جلاتے ہیں
محبت پھول ہے! جس پھول کی نمناک کلیوں میں
صدائے نغمہء دل ہے! قبائے عرصہء دل ہے!
محبت ایک خوشبو ہے! کہ جس کی ہر پون
احساس کو چھو کر گزرتی ہے
دلوں کی دھڑکنیں لے کر گزرتی ہے
محبت ایک آنسو ہے کہ جس کے شبنمی رنگوں میں
آنکھیں خواب بنتی ہیں!

وفاؤں کے سنہرے پھول چنتی ہیں
محبت ایک وعدہ ہے کہ جس کا آسرا لے کر
ہزاروں بار مرجانے کو جی چاہے!
ہر اک حد سے گزر جانے کو جی چاہے!
محبت ایک سپنا ہے!
حقیقت ہے! کہانی ہے! فسانہ ہے!
کہ جس کی ہر گھڑی، ہر آن،
ہر اک پیار منظر پر
سبھی کردار سچے ہیں!
سبھی اشعار سچے ہیں!
سبھی اظہار سچے ہیں!
دلوں کے پیار سچے ہیں!

نشاطِ غم

میں کہ احساس کے دھارے پہ کھڑا ہوں اب تک
میرے دامن میں ترے وصل کی خوشیاں بھی ہیں
میری آنکھوں میں ترے ہجر کے آنسو بھی ہیں
وصل کی بزم بھی ہے، ہجر کی تنہائی بھی
دامنِ عشق بھی ہے، کوچہء رسوائی بھی
درد کہتے ہیں کہ زخموں سے لپٹ کر رولوں!
اور خوشیاں مجھے کہتی ہیں کہ بکھری ہوئی کلیاں چن لوں!
اپنے ماضی کے دریچے میں بلاؤں تجھ کو
تیری خوشبو سے مہکتے ہوئے کپڑے پہنوں
اور لوگوں سے گلے مل کے تجھے یاد کروں

سوچتا ہوں میں کہ جب عید آئے گی
وصل کی بزم سجانا ہوگی
دردِ ہجراں کو بھی سمجھانا ہوگا
مجھ کو رونا کبھی ہنسنا ہوگا
تیری یادوں کے دھندلکے سے گزرنا ہوگا
سوچتا ہوں کہ نجانے کیا ہو؟
میں کہ احساس کے دھارے پہ کھڑا ہوں اب تک
جانے کب کون سی موج آئے، بہا لے جائے
جانے کب کون سا جذبہ مجھے آغوش میں لے لے
بس یہی سوچ کے خاموش ہوں میں
دیکھیے! ہنس کے گزرتی ہے کہ رو کر ہمدم!
عید تو عید ہے!۔۔۔۔واجب ہے!
بہرحال منانا ہوگی!!!

پانچواں موسم

بہاریں روٹھ کر مجھ سے چلیں
پھر بارشوں نے ساتھ چھوڑا
تو
سلگتی دھوپ نے مجھ کو جلایا
پھر
خزاں نے روند ڈالا دل
کہ
روٹھے مجھ سے کچی عمر کے موسم
تو
ایسے میں مجھے ہمدمؔ!
ملا ہے
پانچواں موسم
صریرِ قلب سے لکھّا
محبت کی زباں موسم
مرے احساس پر چھایا ہوا ہے
پانچواں موسم

پیاس

ہاتھ میں ڈالے ہاتھ چلے گا
دور کہیں آ جائے گا
جنگل جنگل
صحرا صحرا
میرا ساتھ نبھائے گا
دل کا دریا سوکھ چکا ہے
پیار کی گاگر ٹوٹ چکی ہے
جانِ ہمدمؔ!
پیاس لگی ہے
پانی کون پلائے گا؟

الجھن

تعبیروں کے کچے دھاگے
سندر سپنے ، خواب سہانے
جب سے آنکھیں
خواب ہوئی ہیں
گنجل گنجل
الجھے الجھے
رہتے ہیں
تیری یاد کے روشن جگنو
جنگل جنگل
رہتے ہیں
دل میں ایسی آگ لگی ہے
تیرے پیار میں
جانِ ہمدمؔ
پاگل پاگل رہتے ہیں !!

یوم محبت

سنا ہے آج پھر یومِ محبت ہے
محبت کرنے والوں سے فقط اتنی گزارش ہے
محبت آگ ہے جو کہ سلگتی ہے
تو اپنے چاہنے والوں کی ہر دھڑکن جلاتی ہے
محبت پھول ہے جو کہ کھلے تو پیار کی خوشبو مہکتی ہے
محبت خار ہے جو کہ دلوں میں اک خلش بن کر
کئی کانٹے چبھوتی ہے
محبت کرنے والوں سے فقط اتنی گزارش ہے
محبت اک ستارا ہے ! سحر کر لیں !
محبت ایک موسم ہے ! امر کر لیں !
محبت ایک رستہ ہے ! سفر کر لیں !
محبت زندگانی ہے ! بسر کر لیں !
محبت کرنے والوں سے فقط اتنی گزارش ہے !
محبت ایک سپنا ہے جسے تعبیر کرنا ہے !
محبت اک سمندر ہے جسے تسخیر کرنا ہے !

محبت ایک پیکر ہے جسے تصویر کرنا ہے!

محبت ایک مصرعہ ہے جسے تحریر کرنا ہے!

محبت ایک رانجھا ہے جسے اک ہیر کرنا ہے!

محبت تو مقدر ہے جسے تقدیر کرنا ہے!

محبت کرنے والوں سے فقط اتنی گزارش ہے!

محبت ایک جھونکا ہے ! اسے بادِ صبا کرلیں!

محبت اک لبادہ ہے ! اسے بندِ قبا کرلیں!

محبت ایک خوشبو ہے ! اسے موجِ ہوا کرلیں!

محبت اک وظیفہ ہے ! اسے حرفِ دعا کرلیں!

محبت کرنے والوں سے فقط اتنی گزارش ہے!

سجا کر خواب آنکھوں میں کسی کو پیار سے دیکھیں! وفا کرلیں!

کسی کے دامنِ دل میں خوشی کے پھول ڈالیں!

اور اپنا درد بھولیں! آسماں چھولیں! دعا کرلیں!

محبت کرنے والوں کو مرا ''یومِ محبت'' پر یہی پیغام ہے ہمدمؔ

محبت اک فریضہ ہے ! ادا کرلیں!

محبت ایک وعدہ ہے ! ادا کرلیں!

محبت کو محبت سے محبت آشنا کرلیں!!!

شب برات

رحمت کا اہتمام ہوا ہے شب برات
تقسیم رزق عام ہوا ہے شب برات

عرش کرم سے ابر کرم کا ظہور ہے
کیا کیا ہمارے نام ہوا ہے شب برات

مجھ سے گناہ گار کی بخشش کے واسطے
فضل و کرم تمام ہوا ہے شب برات

چشم کرم سے مجھ کو بھی نسبت عطا ہوئی
جان کرم امام ہوا ہے شب برات

میں دل جھکائے عجز کی دہلیز پر جھکا
سجدے میں بھی قیام ہوا ہے شب برات

دامانِ مصطفےٰ ﷺ سے مری بات بن گئی
نسبت سے میرا کام ہوا ہے شب برات

اعمال کا حساب ہوا ہے تمام رات
انعام پھر دوام ہوا ہے شب برات

توبہ کا در ملا ہے غفور الرحیم سے
کتنا حسیں مقام ہوا ہے شب برات

اک نعت حرف دیدہ ء تر سے رواں ہوئی
حرف دعا سلام ہوا ہے شب برات

ہمدم نمودِ اشک سے مجھ پر کرم ہوا
کیا حاصل کلام ہوا ہے شب برات

امس

میں اپنے گھر میں مقید ہوں کتنی سردی ہے
امس نہیں ہے دسمبر کی سرد مہری ہے

امس بڑھی ہے فضا میں سکوت کیسا ہے؟
یہ آئنہ مرے آگے حنوط کیسا ہے؟

امس پڑی ہے مری سوچ کے دریچے میں
میں اپنی ذات کے آنگن سے کس طرح نکلوں؟

شہر آشوب

انسان کا سفر ہے، یہ تہذیب کا سفر
تعمیر فکر خام ہے، تخریب کا سفر
تقدیر کائنات ہے ترتیب کا سفر
تصویر بحر و بر کو مقدر کا خوف ہے
کیسی وبا پڑی ہے کہ اندر کا خوف ہے

تہذیب کے سفر سے بدلتی ہے زندگی
ظلمت کے دائرے سے نکلتی ہے روشنی
برگ خزاں نژاد پہ آتی ہے سبزگی
بے بودگی میں دشت کو بنجر کا خوف ہے
کیسی وبا پڑی ہے کہ اندر کا خوف ہے

دست کہن کی چوٹ سے گھائل ہوا بشر
پھر موجہ ء بلا کے مقابل ہوا بشر
مقتول ناگہاں ہوا، قاتل ہوا بشر
نادیدگی میں موت کے اژدر کا خوف ہے
کیسی وبا پڑی ہے کہ اندر کا خوف ہے

والنفس ! جاں ہے، حکم خدا کی لپیٹ میں
اک میں ہی کیا؟ جہاں ہے قضا کی لپیٹ میں
ہے ارض شرق و غرب وبا کی لپیٹ میں
ہر جاں بہ لب ہے چھوت کے پتھر کا خوف ہے
کیسی وبا پڑی ہے کہ اندر کا خوف ہے

دیر و حرم ہیں بند ، طرب گاہ بند ہے
بازار بند ہو گیا ، درگاہ بند ہے
بابِ جہاں پناہ ، درِ آہ بند ہے
بس اک صدائے اللہ اکبر کا خوف ہے
کیسی وبا پڑی ہے کہ اندر کا خوف ہے

کیسی وبائے عام ہے سارے جہان میں
زنجیر صبح و شام ہے سارے جہان میں
احساس بھی غلام ہے سارے جہان میں
درماندگی ہے وقت کے منظر کا خوف ہے
کیسی وبا پڑی ہے کہ اندر کا خوف ہے

دجال کے نظام کا ڈر ، شر کا خوف ہے
بامِ جہاں پہ موجہ ء صرصر کا خوف ہے
دیوار و در کا خوف مرے گھر کا خوف ہے
کیسی وبا پڑی ہے کہ اندر کا خوف ہے

یارب ! کوئی نہیں ہے ہمارا ترے سوا
یارب ! کوئی نہیں ہے سہارا ترے سوا
یارب ! کہاں؟ کوئی ہے کنارہ ترے سوا
یارب ! دعا گزار پہ محشر کا خوف ہے
کیسی وبا پڑی ہے کہ اندر کا خوف ہے

مزدوروں کے نام

کاسب ہے لقب ، نور خدا بانٹ رہا ہے
مزدور پسینے کی ضیا بانٹ رہا ہے

مزدور یکم مئی کا تصور نہیں رکھتا
چھٹی ہے مگر کارِوفا ، بانٹ رہا ہے

گاؤں کے وڈیرے کا مزارع ہے یہ دہقاں
پرکھوں کی غلامی کا نشہ بانٹ رہا ہے

یہ دیس کا مالی ہے اسے غور سے دیکھو
ٹی بی ہے مگر تازہ ہوا بانٹ رہا ہے

ہوٹل کے ملازم کو بھی کھانا نہیں ملتا
بھوکا ہے مگر پھر بھی غذا بانٹ رہا ہے

محنت سے وہ کرتا ہے قناعت پہ گزارا
مالک سے ملا جو بھی ، دعا بانٹ رہا ہے

جس کھیت کو دہقاں نے کبھی رہن رکھا تھا
اس کھیت کی گندم کا نفع بانٹ رہا ہے

تعمیر کنندہ ہے ہنر مند مسیحا
تاریک دریچوں میں بقا بانٹ رہا ہے

سورج کی تپش ، جلتی ہتھیلی پہ روپیہ
کس روپ میں یہ رزق خدا بانٹ رہا ہے

مزدور کے بکھرے ہوئے اوزار پڑے ہیں
فٹ پاتھ پہ وہ اپنی انا بانٹ رہا ہے

چہروں پہ لگے ماسک گھٹن پھانک رہے ہیں
کیا جبر ہے نادیدہ وبا بانٹ رہا ہے

مزدور تھکاوٹ میں بھی چھٹی نہیں کرتا
مشکل میں بھی جینے کی ادا بانٹ رہا ہے

میں فکر کا مزدور ہوں ہمدم سوادب میں
دل رزق سخن داں کی ادا بانٹ رہا ہے

سانحہء مری میں جاں بحق ہم وطنوں کے نام

وہ برف زاد جو یخ بستگی سے مارے گئے
قضا کی سرد سڑک پر مری سے مارے گئے

عجیب سرد گھٹن تھی ہوا کے لہجے میں
بس آخری سانس لی اور بے حسی سے مارے گئے

یہ سانحہ ہمیں محشر تلک رلائے گا
کہ ہم تو اپنوں کی بے گانگی سے مارے گئے

ہمارے عہد کے سالار نے یہ فرمایا
کہ لوگ لڑ نہ سکے ، بزدلی سے مارے گئے

جو مر گئے وہی قاتل بنا دیے گئے ہیں
کہا گیا کہ یہ اپنی خوشی سے مارے گئے

انہیں شعور کہاں تھا ؟ کہ سرد و گرم ہے کیا ؟
وہ ننھے پھول بڑی سادگی سے مارے گئے

سفید اجلے کفن سے لپٹ کے سوتے گئے
وہ روشنی کے دیے تیرگی سے مارے گئے

یہ روز حشر عدالت کا فیصلہ ہو گا
کہ آدمی تھے مگر آدمی سے مارے گئے

ہمارے عہد کا یہ المیہ رہا ہمدم
کہ ان کہی میں کسی آگہی سے مارے گئے

سیاسی پروجیکٹ

ایک کرکٹ کلب سے اٹھایا گیا
پھر خزانے کا منشی بنایا گیا
زر پرستی کے سب گر سکھاتے ہوئے
گھاگھ ، کھوچل ، سیاپا دکھایا گیا
اک سیاہ رات کی پیروی کے لیے
ہر دیا جس کے ہاتھوں بجھایا گیا
مذہبی کارڈ سے ، دین کے نام سے
نو ستاروں کا جھنڈا لگایا گیا
پہلے سر پر چڑھایا گیا زور سے
پھر اسے ڈیل کر کے بھگایا گیا
گو کرپشن میں سر تا قدم غرق تھا
پھر بھی این آر او سے بلایا گیا
ایک مہرہ تھا وہ، ایک مہرہ ہے وہ
جو بہ وقت ضرورت چلایا گیا
اس کا کردار بھی اک طوائف کا ہے
جس کو مجرے میں ننگا نچایا گیا
ظلمت شب کا پہلا پروجیکٹ تھا
باری باری جسے آزمایا گیا

محبت

(ترائیلے)

عشق مسئلہ ہے مرا
ہاں ! مجھے محبت ہے
دل مرا ہوا ہے ترا
عشق مسئلہ ہے مرا
دل قرار میں ہے گھرا
تو مری سہولت ہے
عشق مسئلہ ہے مرا
ہاں ! مجھے محبت ہے

الجھن

(ترائیلے)

بات بنتی نظر نہیں آتی
کام ہوتا نظر نہیں آتا
کیوں خوشی کی خبر نہیں آتی
بات بنتی نظر نہیں آتی
نیند وقت سحر نہیں آتی
کوئی سپنا دکھائی دے جاتا
بات بنتی نظر نہیں آتی
کام ہوتا نظر نہیں آتا

لایعنی

(ترائیلے)

شاہ کا اضطراب لایعنی
عیب جوئی ، فریب ، طعنہ زنی
عہد جھوٹا ، خطاب لایعنی
شاہ کا اضطراب لایعنی
شیخ چلی کے خواب لایعنی
ساز و آواز ، راگنی جھوٹی
شاہ کا اضطراب لایعنی
عیب جوئی ، فریب ، طعنہ زنی

متشاعر

(ترائیلے)

ادھر ادھر کی زمین میں ہل چلا رہے ہیں
عجیب سَرقہ خیال شاعر ، یہ متشاعر
پرائی بنیاد پر عمارت اٹھا رہے ہیں
ادھر ادھر کی زمین میں ہل چلا رہے ہیں
نہیں ہیں کچھ بھی ، مگر بہت کچھ بنا رہے ہیں
یہ شاعری پر زوال شاعر ، یہ متشاعر
ادھر ادھر کی زمین میں ہل چلا رہے ہیں
عجیب سَرقہ خیال شاعر ، یہ متشاعر

سنو!

(ترائیلے)

اک شعر کہو ! مرا موڈ بنے
خوشبو کی طرح ، پھولوں کی طرح
کوئی بات کرو ! مرا موڈ بنے
اک شعر کہو ! مرا موڈ بنے
مرے پاس رہو ! مرا موڈ بنے
دھڑکن کی طرح ، سانسوں کی طرح
اک شعر کہو ! مرا موڈ بنے
خوشبو کی طرح ، پھولوں کی طرح

خواب نگر

(ترائیلے)

دل کی دنیا خواب نگر ہے
خواب سویرا کب ہوتا ہے؟
بے پایاں ، بے تاب نظر ہے
دل کی دنیا خواب نگر ہے
کون ادھر ہے ؟ کون ادھر ہے؟
پار یہ دریا کب ہوتا ہے؟
دل کی دنیا خواب نگر ہے
خواب سویرا کب ہوتا ہے؟

تروینی

☆

آئینے پہ حیرت کیوں؟
زندگی کے چہرے پر

سلوٹیں تو پڑتی ہیں

☆

تتلیوں کے رنگوں سے
ادھ کھلے گلابوں پر

روشنی اترتی ہے

☆

روشنی کے رستے پر
عکس، آئنہ اور میں

مسکرا کے ملتے ہیں

☆

جھیل کے کنارے پر
کون مسکراتا ہے

چاند رقص کرتا ہے

☆

اے مری محبت سن !
دھڑکنوں کے رشتے سے

آخری صدائے دل

☆

تجھ کو دیکھ لینے سے
تیرا نام لینے سے

دل مرا دھڑکتا ہے

☆

خواب کا اجالا ہے
چاند تو نہیں ہے تو

روشنی کا ہالہ ہے

☆

بات کاٹ دیتے ہیں
لوگ تیری بستی کے

کس قدر کتیلے ہیں

خزاں میں بہار

(عشرہ)

حسیں دسمبر کا سرد جھونکا ہے اور تم ہو
خزاں کا موسم بہار جیسا ہے اور تم ہو

میں دور رہ کر تمھاری قربت میں جی رہا ہوں
مری محبت کا خاص لمحہ ہے اور تم ہو

یہ آکسیجن جو میری سانسوں میں بہ رہی ہے
اسی سے دل کا نظام چلتا ہے اور تم ہو

میں زرد ہو کر تمھاری آنکھوں میں سرخ ٹھہرا
یہ ہجر جینے کا استعارہ ہے اور تم ہو

سمیٹ رکھے ہیں فاصلے درمیان ہمدم
کہ دو کناروں کے بیچ دریا ہے اور تم ہو

شاعر

(عشرہ)

چند شاعر ، جو خواب لکھتے ہیں
زندگی کی کتاب لکھتے ہیں

خار چنتے ہیں اپنی پلکوں سے
زرد ہو کر گلاب لکھتے ہیں

دل سے لکھتے ہیں داستان جہاں
دھڑکنوں کا نصاب لکھتے ہیں

آئینے کے وجود سے آگے
خوب صورت سراب لکھتے ہیں

کرب ہمدم ہے جاننے کا دکھ
آگہی کے عذاب لکھتے ہیں

ماہیے

☆

ایسا ، ویسا ، کیسا؟
ایسا ، جیسا ، میں
تو ہے میرے جیسا

☆

آنا ، جانا ، ہو گا
اتنا جانو تم
ساتھ نبھانا ہو گا

☆

ساجن ، ساجن ، ساجن
سوچوں تجھ کو میں
دھڑکن ، دھڑکن ، دھڑکن

☆

کتنا ، اچھا ، موسم
تیرے دم سے ہے
دل کا ایسا عالم

☆

میرے ہمدم سن لے
دل کی دھڑکن تو
پیار کی سرگم سن لے

ماہیے

☆

اک شعر کرونے پر
ماہیا لکھنا ہے
نادیدہ کھلونے پر

☆

بے کار کا رونا ہے
دنیا جانتی ہے
کیا چیز کرونا ہے

☆

مفعول مفاعیلن
دل کا نغمہ ہے
ماہی دھڑکن دھڑکن

☆

یہ بستی پھولوں کی
خار بھی چبھتے ہیں
ہے بات اصولوں کی

☆

یہ پیار کا عالم ہے
چار گزار چکے
اب پانچواں موسم ہے

☆

برسات سہانی ہے
آنکھیں برسی ہیں
بارش کی کہانی ہے

☆

کیا حرف ہے کاغذ پر
سرد مزاجی ہے
کیا برف ہے کاغذ پر

پنجابی ماہیے

☆

ڈھولک پئی وجدی اے
اج کیہڑی شادی ہے
دنیا پئی دسدی اے

☆

باغے وچوں ام کھویا
رنگ پیا دسدا اے
دکھ اندروں کی ہویا

☆

تلوار شریکاں دی
گلے اتے چلدی اے
کھنکار شریکاں دی

☆

پڑ موج غزل دا اے
ماہیے نال لا ماہیا
اے پیار ازل دا ہے

☆

اے موج غزل وکھری
سوہنے تاں بہوں سوہنے
محبوب دی گل وکھری

ذوق جنوں

(خمسی)

احساس کا محور ہے فسوں ذوق جنوں ہے
دھڑکن سے ابھرتا ہے مرا جذبۂ تخلیق
تحریک مرے دل کے دروں ذوق جنوں ہے
ادراک مرے شعر کی بنیاد ہے تحقیق
قرطاس پہ جو کچھ ہے بروں ذوق جنوں ہے

سہ مصرعی غزل

ہر موڑ ، ہر گلی پہ رکے ، دیکھتے ہوئے
وہ کسمسا رہی تھی مجھے دیکھتے ہوئے
میں چل رہا تھا مڑ کے اسے دیکھتے ہوئے

مدت کے بعد اس نے تعاقب کیا مرا
باد صبا کے بال کھلے دیکھتے ہوئے
گل زار ہو رہا تھا سمے دیکھتے ہوئے

پہلو سے دل نکل کے نگاہوں میں آ گیا
اک دوسرے میں کھونے لگے دیکھتے ہوئے
کیا کیا معاملات ہوئے دیکھتے ہوئے

اک دوسرے کو دل سے بھلانا بھی جرم تھا
بے در کواڑ کھول دیے دیکھتے ہوئے
کچھ خواب اپنے پاس رکھے دیکھتے ہوئے

دونوں کے بیچ ہجر کی دیوار مٹ گئی
جب دل کے آئنے سے ملے دیکھتے ہوئے
ہم رنگ ، ہم خیال ہوئے دیکھتے ہوئے

آنکھوں میں کائنات کی تصویر بن گئی
جب روشنی کے پھول کھلے دیکھتے ہوئے
کتنے چراغ جلنے لگے دیکھتے ہوئے

آنکھیں ملا رہے تھے محبت سے بار بار
پہلے تو دیکھتے ہی گئے دیکھتے ہوئے
پھر یوں ہوا کہ چونک پڑے دیکھتے ہوئے

لہجے میں گھل رہی تھی محبت بھری مٹھاس
چینی بغیر ، شام ڈھلے ، دیکھتے ہوئے
چائے کے چند گھونٹ بھرے دیکھتے ہوئے

ہمدم یہ دیکھنا بھی بہت دل فریب تھا
دھڑکن کی سر سے تال ملے دیکھتے ہوئے
آنکھوں نے چند شعر کہے دیکھتے ہوئے

سالگرہ

صد شکر! شہر خواب کی جنت میں کٹ گیا
صد شکر! یہ برس بھی محبت میں کٹ گیا

صد شکر ! تیری یاد سے غافل نہیں رہا
صد شکر! صبح و شام عبادت میں کٹ گیا

صد شکر ! خوشبوؤں سے محبت کا ایک پل
صد شکر! موج گل کی سفارت میں کٹ گیا

صد شکر! تیرے خواب سے نسبت رہی مجھے
صد شکر! وقت خواب ریاضت میں کٹ گیا

صد شکر ! ہجر میں بھی محبت شدید کی
صد شکر! وصل پیار کی شدت میں کٹ گیا

صد شکر! یہ سفر بھی مبارک رہا بہت
صد شکر! دل سے دل کی رفاقت میں کٹ گیا

صد شکر! جو بھی آنکھ نے دیکھا ہے بے مثال
صد شکر! شوق دید نظارت میں کٹ گیا

صد شکر! جان و دل پہ مسلسل بہار تھی
صد شکر! یہ سماں تری چاہت میں کٹ گیا

صد شکر! تیرا ساتھ میسر رہا مجھے
صد شکر! جتنا وقت بھی قربت میں کٹ گیا

صد شکر! دل کی آنکھ میں تنکا نہیں پڑا
صد شکر! سارا وقت بصیرت میں کٹ گیا

صد شکر! ایک پل بھی ہزاروں برس کا تھا
صد شکر! ایک پل جو محبت میں کٹ گیا

صد شکر! تیرے لمس کی روتھی وجود میں
صد شکر! خواب وصل کی ساعت میں کٹ گیا

صد شکر ! وقت صبح ضیا کا نچوڑ تھا
صد شکر ! جو چراغ کی صورت میں کٹ گیا

صد شکر ! شین قاف سے الجھا نہیں کبھی
صد شکر ! عشق عین کی نسبت میں کٹ گیا

صد شکر ! شہر فکر کے دامن میں دشت تھا
صد شکر ! یہ جنوں کسی وحشت میں کٹ گیا

صد شکر ! جو بھی رات تھی ، رحمت کی رات تھی
صد شکر ! دن بھی رب کی اطاعت میں کٹ گیا

صد شکر ! شاخ حرف بھی ہمدم ہری رہی
صد شکر ! جذب شعر کی صورت میں کٹ گیا

اہلِ فکر و فن کے نام

چراغِ اردو جلا رہے ہیں
ادب کا رستہ دکھا رہے ہیں

سخن ، عبادت ، شعور ، عظمت
کتاب کیا ہے ؟ پڑھا رہے ہیں

یہی محبت ہے دین و دنیا
دلوں کو جینا سکھا رہے ہیں

نئی روایت جدید کر کے
پرانی رسمیں بھلا رہے ہیں

محبتوں کو رواج دے کر
جہاں سے نفرت مٹا رہے ہیں

نظام جبر و ریا ہے لیکن
بساط اپنی بچھا رہے ہیں

جدید دنیا کے داستاں گو
نئی کہانی سنا رہے ہیں

حسین باتیں ، حسین لہجہ
دل و نظر میں سما رہے ہیں

یہ آگہی کا ہے کرب لیکن
اذیتوں کو چھپا رہے ہیں

نکل کے خواب و سراب سے ہم
جدید دنیا بسا رہے ہیں

یہ سبز دھرتی ہے دل کی دھرتی
وطن پہ سب کچھ لٹا رہے ہیں

نئے زمانے کے لوگ ہیں ہم
پرانی دنیا سے جا رہے ہیں

ہماری نسبت ہے فکر و فن سے
قلم کا رشتہ نبھا رہے ہیں

نئے چراغوں کی لو سے ہمدم
دلوں کی دنیا سجا رہے ہیں

موج غزل کی منتظم نادیہ سحر کی سالگرہ پر دعائیہ گیت

خوشیوں کی رہے دھمال ، تم جیو ہزاروں سال
ہو سال گرہ ہر سال ، تم جیو ہزاروں سال

تم پھول کی خوش بو ہو ، احساس میں ہر سو ہو
یہ رنگ ، یہ روپ ، جمال ، تم جیو ہزاروں سال

مہتاب جبیں ہو تم ، ہاں سب سے حسیں ہو تم
تمھیں رب نے بنایا کمال ، تم جیو ہزاروں سال

مسکان تمھاری ہو ، پہچان تمھاری ہو
کوئی رنج نہ آئے ملال ، تم جیو ہزاروں سال

تم شاد رہو یوں ہی ، آباد رہو یوں ہی
تمھیں خوشیاں رکھیں نہال ، تم جیو ہزاروں سال

تم سا رے گا ما پا ، دھا نی سا رے گا ما
تمھیں جذب کریں سر، تال،تم جیو ہزاروں سال

تم شعر کا مصرع ہو ، تم گیت ہو نغمہ ہو
تم نظم کا حسن خیال ،تم جیو ہزاروں سال

خوشیوں کا ثمر ہو تم ، خود آپ سحر ہو تم
نہیں کوئی تمھاری مثال ،تم جیو ہزاروں سال

یہ سال گرہ کا دن ، ہے رب سے دعا کا دن
لو ہم سے دعا کا تھال ،تم جیو ہزاروں سال

ہمدم کی دعا سن لو! دھڑکن کی صدا سن لو
اے موج غزل کی غزال ،تم جیو ہزاروں سال

موج غزل کی منتظم روبینہ شاہین بینا کے لیے

(کرونا سے صحت یابی کے بعد دعائے صحت)

موج غزل کے رنگ سجاتی رہو سدا
بینا ! نئے چراغ جلاتی رہو سدا

تم نے شکست دی ہے وبا کے حصار کو
یہ حوصلہ ، یہ عزم دکھاتی رہو سدا

دل میں نوید صبح کی باد صبا لیے
گلشن میں تازہ پھول کھلاتی رہو سدا

یوں اپنے ہم خیال کی تم ہم سفر رہو
اپنے قدم وفا میں اٹھاتی رہو سدا

محنت ، لگن ، خلوص کی زندہ مثال ہو
نقش کہن جہاں سے مٹاتی رہو سدا

تم کشت زعفران کو یوں ہی سجا رکھو
اپنی شگفتگی سے ہنساتی رہو سدا

دل سے دعا ، کہ یوں ہی رہو بامراد تم
تعبیر اپنے خواب کی پاتی رہو سدا

اہل سخن کی نیک تمنا میں ہو شریک
موج غزل کا مان بڑھاتی رہو سدا

صحت عطا ہوئی ہے ، خدا کی امان ہو
مسکان اپنے لب پہ سجاتی رہو سدا

تبریک ! جشن صحت و تندرستی پر تمھیں
یوں ہی خوشی کے گیت سناتی رہو سدا

ضیا شہزاد مرحوم کو خراج عقیدت

سر موج غزل چمکا ، ضیا شہزاد کی صورت
ستارہ اوج پر دیکھا ، ضیا شہزاد کی صورت

فصاحت میں ، بلاغت میں ، نفاست میں ، ریاضت میں
سراپا دل ربا رکھا ، ضیا شہزاد کی صورت

رکھے گا نقش تازہ دم ، نگار حرف آئندہ
حسین بندش ، حسین مصرع ، ضیا شہزاد کی صورت

غزل کا رنگ نکھرا ، نظم کے سر سبز چہرے پر
سخن کا ذائقہ پایا ، ضیا شہزاد کی صورت

کھلائے خوب صورت پھول دالان محبت میں
دلوں کو خوش نما رکھا ، ضیا شہزاد کی صورت

کھنکتی لے ، چھلکتے سر ، تھرکتے رنگ پانی میں
چلا بہتا ہوا دریا ، ضیا شہزاد کی صورت

یہی شستہ کلامی ہے ، یہی ارفع خیالی ہے
کھلا احساس کا غنچہ، ضیا شہزاد کی صورت

بصیرت آشنا آنکھوں نے دیکھی ہے بصارت سے
شعور و فکر کی دنیا ، ضیا شہزاد کی صورت

کھلا ہے پیار کرتی دھڑکنوں پر قطعہ در قطعہ
کتاب عشق کا صفحہ، ضیا شہزاد کی صورت

مرصع زندگی کرتے ، مرقع شاعری کرتے
گیا وہ گوہر فردا ، ضیا شہزاد کی صورت

دبستان کراچی میں وہ خود تشبیہ تھا اپنی
ادب کا استعارہ تھا ، ضیا شہزاد کی صورت

خدا حافظ کہا ہمدم ، "قتیل دل " نے "انشا " کو
ستارہ حرف کا ڈوبا، ضیا شہزاد کی صورت

احمد علی برقی اعظمی مرحوم کو خراج عقیدت

مرحبا ! موج غزل کی شان برقی اعظمی
مرحبا ! بزم سخن کی جان برقی اعظمی

مرحبا ! روح سخن کے خوش نوا مصرع نگار
مرحبا ! اے شاعر وجدان برقی اعظمی

مرحبا ! بحر ترنم کے فسوں ، ساز دروں
مرحبا ! ساتوں سروں کی تان برقی اعظمی

مرحبا ! ادبی روایت کے امیں، جدت نشیں
مرحبا ! تازہ سخن کی آن برقی اعظمی

مرحبا ! اے پاسدار ورثہ ء اہل زباں
مرحبا ! اے حرف کے سلطان برقی اعظمی

مرحبا ! اے صاحب اسلوب شاعر، خوش ادا
مرحبا ! اردو زباں کے مان برقی اعظمی

مرحبا! ارض محبت کے مکیں ، روشن جبیں
مرحبا ! اے خوش طبع انسان برقی اعظمی

مرحبا ! اپنے قبیلے کی شرافت کے نشاں
مرحبا ! عالی نسب ، ذیشان برقی اعظمی

مرحبا ! اے خاندان فکر کے چشم و چراغ
مرحبا ! اجداد کی پہچان برقی اعظمی

مرحبا ! حرف دعائے پرسہء موج غزل
مرحبا ! اے نظم کے عنوان برقی اعظمی

ڈاکٹر ذوالفقار دانش مرحوم کے نام

الودا ! اے نعت خوان مصطفےٰ ﷺ
الودا ! اے رونق بزمِ ثنا

الودا ! اے پھول کی مہکی کلی
الودا ! اے موجہ ء گل ! خوش ادا

نعتیہ ایوان میں روح رواں
الودا ! اے ہم سخن ! اے ہم نوا !

الودا ! اے راہ جنت کے سوار
الودا ! اے راہی دشت وفا

الودا ! تربت مدینہ ہو تری
الودا ! تجھ کو ملے جود و سخا

الودا ! اے غنچہ ء نعت نبی ﷺ
الودا ! اے ذاکر حب خدا

الودا ! زندہ رہے عشق رسول ﷺ
الودا ! اے طیبہ ء جاں کے گدا

الودا ! حسانؓ کے رنگ سخن
الودا ! رنگ بلالیؓ کی ضیا

الودا ! تجھ کو شفاعت ہو نصیب
الودا ! رحمت کرے تجھ پر خدا

الودا ! کیا رخصتی کی عمر ہے؟
الودا ! کیسے کریں تجھ کو جدا

الودا ! ہو نعت کا مصرعہ کوئی
الودا ! جاتے ہوئے ، موج صبا

بندہ ء خاکی ! لباس خاک لے
الودا ! اے زیر دامان قضا

حوصلہ مندی تری مسکان تھی
الوداع ! اے پیکر صبر و رضا

پرسہ ء غم لے نہیں سکتا کوئی
الوداع ! رونے لگے اہل عزا

کس طرح تجھ کو خدا حافظ کہیں
الوداع ! اے ٹوٹتے دل کی صدا

دھڑکنیں گونگی ، زباں خاموش ہے
الوداع ! بس الوداع ! حرف دعا

الوداع ! مہر علی کے لاڈلے
الوداع ! اے عکس رنگ چشتیہ

الوداع ! اے بلبلِ دانش کدہ
الوداع ! اے شاعرِ رنگیں نوا

نام سے نسبت ملی دانش تجھے
الودا ! اے ذوالفقارِ مرتضیٰؓ

ناز ہے تجھ پر حسن ابدال کو
الودا ! اے فخرِ شہرِ اولیا

(ضرورتِ شعری کے تحت الوداع کی ہم معنی تخفیف الودا استعمال کی گئی ہے)

ذوقِ جنوں

(شازیہ اکبر کے اوّلین شعری مجموعہ ''مجھے اذنِ جنوں دے دو'' کی تقریبِ رونمائی پر نظم)

وفا کے دشت میں جھلسی ہوئی ٹہنی کے دامن میں
کلی سے پھول بننے تک!
ہوا کے تند جھونکوں سے
الجھتی ایک تتلی کی طرح وہ بھی!
کفِ احساس پر جیسے
ردائے خواب اوڑھے
آگہی کی روشنی لے کر!
سنہرے چاند جیسی آرزوئیں
جگنوؤں سی خواہشیں لے کر!
ستاروں سی بلندی
بادلوں سی بے خودی میں گم!
محبّت، عزم، ہمّت سے
سفر کی دھوپ میں نکلی!
جبینِ وقت پر لکّھی ہوئی تحریر پڑھتی ہے!
دکھوں میں مبتلا لوگوں کے دکھ محسوس کرتی ہے!
جہاں بھی زندگی کی تلخیاں محسوس کرتی ہے!
تو خوشیاں بانٹنے کا عزم کرتی ہے!

حریمِ ذات میں پنہاں!
کسی خوشبو کے لہجے میں!
شعورِ آگہی میں گم!
وہ سچّی شاعرہ اکثر
خدا سے التجا کرتے ہوئے اتنا ہی کہتی ہے!
میں دکھ سکھ میں بدلنے کو
عجب سی ان کہی کہہ دوں!
کوئی ایسا فسوں دے دو
''مجھے اذنِ جنوں دے دو''

محبت

(شاذیہ اکبر کے دوسرے شعری مجموعہ "محبت حسن کامل ہے" پر نظم)

مجھے اذن جنوں دے دو سے حرف آغاز کرتی ہے
وہ سچی شاعرہ
تخلیق کے قرطاس پر
بکھرے ہوئے رنگوں میں
اپنا فلسفہ، تعلیم اور فکر و عمل
تصویر کرتی ہے
وہ رنگوں اور لفظوں میں بسی
احساس کی خوشبو سے خوگر ہے
اسی خوشبو کے سینے سے
محبت پھوٹتی ہے
اور
اس کی زندگی کے کینوس پر
نظم کی تصویر بنتی ہے
محبت نام ہے جس کا
محبت کام ہے جس کا
محبت رنگ ہے جس کا

محبت انگ ہے جس کا
محبت نقش ہے جس کا
محبت عکس ہے جس کا
وہ جس کے زاویوں اور دائروں سے
منعکس ہوتے ہوئے حرف جنوں
اذن جنوں تشکیل دیتا ہے
یہی ہے نظمیہ جس میں
مصور اور شاعر کا تخیل ہے
یہی وجدان ہے جس میں
محبت حسن کامل ہے
محبت حسن کامل ہے

شاذیہ اکبر کے لیے

(''چاک پہ رہنے دو'' کی تقریب رونمائی پر نظم)

چاک پہ رہنے دو کا قصہ، کامل حسن محبت کا
دستِ ہنر کی حد سے نکلا کامل حسن محبت کا

ریشم کے جزدان میں لپٹی، خاک پہ اتری شہزادی
آنکھیں خواب رسیدہ، چہرہ کامل حسن محبت کا

تو نے اپنی جھوک بسائی دل دروازہ بند کیا
تیرا یہ صوفی پن ٹھہرا کامل حسن محبت کا

اپنی کوملتا کے سلکی پیراہن کا تار لیے
سرخ ربن کی صورت کھلتا کامل حسن محبت کا

پھولوں کی خوشبو سے لکھا سندیسہ خوش رنگی کا
تو نے حناروں پر بھی کاڑھا، کامل حسن محبت کا

حرف دریچہ کھول رہی تھی ٹھنڈی شام دسمبر کی
یخ بستہ کاغذ پر ابھرا کامل حسن محبت کا

تیری محبت حسن کامل، تیرا پیار مکمل ہے
تو نے سوچا، تو نے پایا، کامل حسن محبت کا

تازہ نظمیں، زندہ غزلیں، نکھرا لہجہ کوئل سا
شعر میں ڈھلتا مصرع مصرع کامل حسن محبت کا

تھوڑا سا بے باک تخیل، پراسراری خاموشی
فلسفیانہ سا یہ لہجہ کامل حسن محبت کا

اپنا آپ خسارہ کر کے عشق نگر آباد کیا
کب مرجھا سکتا ہے تیرا کامل حسن محبت کا

کیسی یاد کا البم رکھا کمرے کی الماری میں
ورقہ ورقہ سینت کے رکھا کامل حسن محبت کا

دل سے نکلا کوئی جذبہ بے معنی کب ٹھہرا ہے
میں تو کہوں گا تجھ کو شایا کامل حسن محبت کا

ورنہ کون خرد میں ہمدم اپنا آپ گنواتا ہے
اذن جنوں کے رنگ میں دیکھا کامل حسن محبت کا

مشرقی لڑکی

(معروف شاعرہ جیا قریشی کی کتاب مجھے بھی سانس لینے دو پر ایک نظم)

وفورِ جذب جب تخلیق کے دالان سے
حرفِ نمو کی باس لیتا ہے
تو خوشبو لفظ کی صورت گری میں شاعری وجدان کرتی ہے
عمق خوشبو کے سوتوں سے نکھر کر
نظم کے اسلوب سے ہوتا ہوا موج غزل کا لمس پاتا ہے
یہی لمسِ محبت ہی سخن کا نرم لہجہ ہے
سو، اپنے منفرد، تازہ، حسیں، پرکار لہجے میں
وہ کم آمیز اور خاموش سی، سہمی ہوئی، جھجکی ہوئی
لیکن
توانا عزم کا پیکر
وہ خالص مشرقی لڑکی
سخن آغاز کرتی ہے
جو قلمی نام سے لکھتے ہوئے اپنی حقیقت نقش کرتی ہے
جوانی کے حسیں جذبوں کا اجلا پن
اسے مصرع بہ مصرع
شاعرہ کے روپ میں آدرش دیتا ہے
تو اپنی کھوج میں نکلی

وہ خالص مشرقی لڑکی

محبت اور محبت سے جڑے کردار کا ہر زاویہ

قوسِ قزح میں شعر کرتی ہے

کبھی اپنی محبت کے حسیں جذبے کی شدت سے

بلند آہنگ مصرعے کی تپش دو آتشہ کر کے

سنہرا رنگ بھرتی ہے

وہ اپنی شاعری کے رنگ

نیلے موسموں میں کاسنی کر کے

زمیں پر آسماں تصویر کرتی ہے

محبت خواب ہے اور خواب کی تعبیر کرتی ہے

وہ خالص مشرقی پن میں

محبت کے حسیں بندھن کی رمزیں اور گرہیں

کھول کر حرفِ ہنر تسخیر کرتی ہے

روایت اور جدت کے حسیں بندھن میں پابندِ وفا

وہ مشرقی لڑکی سماجی اور عصری شعریت سے نابلد کب ہے؟

وہ عورت ہے

اسے چہروں پہ لکھی ہر خباثت اور

آنکھوں میں نہاں گہری شقاوت کا بخوبی علم ہے

اور وہ اسے اپنے سخن کے رکھ رکھاؤ میں

نہایت نرم لیکن تلخ لہجے میں بیاں کرتے نہیں ڈرتی
وہ مردآمیز دنیا میں نہتی ہے
مگر حرفِ ہنر سے جنگ لڑتی ہے
وہ جبر وقدر کی کہنہ روایت جانتی ہے
اور اسے جدت شناسی کے گہر سے تازہ کرتی ہے
وہ خالص مشرقی لڑکی خدا سے لو لگاتی ہے
خلوص اور بندگی
پاکیزگی کے ساتھ حمد و نعت کرتی ہے
غرض اپنی محبت اور محبت سے جڑے ہر زاویے سے
شاعری میں زندگی تخلیق کرتی ہے
سماجی اور معاشرتی رویے
نفسیاتی مسئلے الفاظ کی صیقل نفاست سے وہ کہہ دینے پہ قادر ہے
وہ گھرداری، عمل داری و پے کاری کے سارے رکھ رکھاؤ جانتی ہے
اور برتتی ہے
اسے تہذیب کی روشن روایت نے سخن کا ذائقہ بخشا
اسے خالص نسائی شاعرہ کہنا غلط ہوگا
وہ انسانی رویوں کا کھلا اظہار کرتی ہے
دبستانِ محبت میں جواں فکری سے وہ تازہ غزل کہنے پہ قادر ہے
حسد سے ماورا

اپنے مضافاتی و دیہاتی تعلق سے
وہ اپنے گاؤں کے اکھڑ، تنک جذبوں سے لڑتی ہے
وہ خالص مشرقی لڑکی
ادب کے اہم مرکز کی روایت کے گھٹے ماحول میں پابند اک چڑیا کی
بولی میں
غزل کا پیراہن اوڑھے، یہی فریاد کرتی ہے
اسیرِ زندگی ہو کر، میں جینے کی طلب میں ہوں
مجھے بھی سانس لینے دو، مجھے بھی سانس لینے دو

یاد کی بیلیں

(عزیز طارق کے پہلے شعری مجموعہ "یاد کی بیلیں" پر نظم)

کفِ شعور پہ اتری ہیں یاد کی بیلیں
مرے وجود سے لپٹی ہیں یاد کی بیلیں

میں آج تک نہیں بھولا حسین بچپن کو
جو سوچتا ہوں مچلتی ہیں یاد کی بیلیں

دیے جلائے ہوئے ہیں اداس آنکھوں میں
سرائے خواب میں رکھی ہیں یاد کی بیلیں

محبتوں سے مزین عزیز طارق نے
حسین رنگ میں کاڑھی ہیں یاد کی بیلیں

شعور بول رہا ہے ، حروف سادہ ہیں
غزل غزل میں سجائی ہیں یاد کی بیلیں

اتر رہی ہے محبت سفید کاغذ پر
مرے عزیز نے چھاپی ہیں یاد کی بیلیں

رسیلے بول محبت کے یاد ہیں ہمدم
سماعتوں میں اترتی ہیں یاد کی بیلیں

شاعر خواب دکھاتا ہے

(شوکت کمال رانا کے نظمیہ مجموعہ"زنبیل" پر نظم)

آدرش لیے، ادراک لیے
قرطاس پہ موتی دھرتا ہے
وہ شاعر اپنی سرشت لیے
زنبیل کا دامن بھرتا ہے
زنبیلِ وفا بھی کیا شے ہے؟
اسرار میں لپٹی شاخِ نے
خوشبو سے معطر برگِ نے
چاہت کی لے، جذبات کی مے
دامن میں سنبھالے رکھتی ہے
اک جذب ابالے رکھتی ہے
زنبیل کی شان اور شوکت ہے
وہ شاعر سچے جذبوں کا
احساس کا ساگر بھرتا ہے
قرطاس پہ موتی دھرتا ہے
وہ اپنے منصب سے واقف
اسلوب کے ہر ڈھب سے واقف
ان دیکھی دنیا کے سارے امکان وجود میں لاتا ہے

وہ ان ہونی اور ان ہونی کے وصف نمود میں لاتا ہے
وہ سچے جذبوں اور سجرے رنگوں کا اجلا شاعر ہے
وہ حرف کی مسند پر بیٹھا اک طائر ہے
جو اپنی میٹھی بولی میں کچھ گیت وفا کے گاتا ہے
وہ رمز کی شان وشوکت سے اسلوب کے نقش بناتا ہے
وہ تازہ نظم کا عمق لیے روشن آنکھوں کو بھاتا ہے
وہ شاعر ہے اور شاعر خواب دکھاتا ہے

نقش آشنا

(دلاور علی آزر کے نام)

احساس اور ادراک سے

بہتے ہوئے اک نور پرور اسم کا دھارا عیاں ہونے لگا

امکان بامِ حرف پر صیقل تخیل کا ستارا ہو گیا

اک رمزِ نو کرنوں سے پھوٹی اور پانی ہو گئی

احساس اور ادراک سے بہتے ہوئے چشمے کا پانی

حرف کا ماخذ ہوا

تمثال گر کو آگہی نے کیمیا بخشی

سخن داں آئنہ ہوتا گیا

تمثال گر آزر ہوا تو آگہی نے کیمیا سے نقش یوں ابجد کیے

الہام سے ابجد سخن کی یوں نموداری ہوئی

حرف اپنے شعر ہونے کے سفر پر

مصرع در مصرع غزل ہونے لگا

میر کے در سے روایت آشنا نکلا تو جدت سے سجل ہونے لگا

اس کے ہونٹوں پر غزل موج رواں ہونے لگی

مصرع در مصرع نظامِ شعریت کے خال و خد روشن ہوئے

رمز کی گرہیں کھلیں، تازہ لکیریں خاک پر کھنچنے لگیں

صورتیں ترتیبِ نو سے کوزہ گر کے چاک پر کھنچنے لگیں

حرف کے ادراک سے وہ سیر حاصل کوزہ گر بھی
روشنی کی لو دیے کے وجد میں لاتے ہوئے
لوحِ دل پر نقشِ اول، استعاراتی نظامِ حرف میں لاتا ہوا
نعت کے شعری سفر پر اسمِ اول کی صدا سنتا ہوا
کائناتِ حسن کا اجلا عمق، یا سیدی یا سیدی کہتے ہوئے
نعت گوئی کی روایت میں نئے اسلوب سے حرف آشنا، اسم آشنا
تازہ لکیروں سے مدینِ عشق کے رستے پہ اپنی روشنی آزر کیے؛
ابجد نوا ہونے کو ہے
نقش آشنا ہونے کو ہے

صفر کا سفر

(انجینئر منظور حسین حسرت کی سرگزشت "صفر کا سفر" پر نظم)

خوابوں کا اک جہان ہے، یہ صفر کا سفر
حسرت کی داستان ہے، یہ صفر کا سفر

یہ دائرہ ثبات ہے فکر و شعور کا
منزل کا اک نشان ہے، یہ صفر کا سفر

بود و نمو، عروج، ترقی کی آرزو
خواہش کا آسمان ہے، یہ صفر کا سفر

ہر سانس، زیر و بم ہے، نشیب و فراز ہے
جینے کا امتحان ہے، یہ صفر کا سفر

یہ دھوپ روشنی کا سنہرا لباس ہے
سورج کا سائبان ہے، یہ صفر کا سفر

رستہ عظیم ہو تو ہواؤں کا غم نہیں
ناؤ کا بادبان ہے، یہ صفر کا سفر

دل کو ریاضت شب ظلمت کی لاگ ہے
نور سحر کا مان ہے ، یہ صفر کا سفر

رستہ بتا رہا ہے کہ زندہ ہیں کتنے لوگ
عظمت کا ترجمان ہے ، یہ صفر کا سفر

صنعت گری کا شوق ہے ، کسب کمال ہے
حرفت کا ارمغان ہے ، یہ صفر کا سفر

ذرے سے آفتاب جھلکتا ہے دیکھ لو
کیا اوج ، کیا اٹھان ہے ، یہ صفر کا سفر

یہ دشت کیف وکم بھی قیامت سے کم نہیں
ہر سانس پر لگان ہے ، یہ صفر کا سفر

منزل کی جستجو ہے ستارا عروج کا
بے بال و پر اڑان ہے ، یہ صفر کا سفر

ہر دم قدم پہ نیا امتحان ہے
کہنے کو تو بیان ہے ، یہ صفر کا سفر

مٹی میں ہو نمود تو بنتی ہے کہکشاں
پروازِ خاک دان ہے ، یہ صفر کا سفر

کرنیں بتا رہی ہیں کہ منظور ہے چراغ
خوش تاب،خوش گمان ہے،یہ صفر کا سفر

منظور سے فقیر کا ذوق جنوں کھلا
وجدان،دھیان،گیان ہے،یہ صفر کا سفر

منظور بے کراں ہے ، سمندر کی لہر میں
موجوں کے درمیان ہے ، یہ صفر کا سفر

ہمدم یہ سرگزشت مرقع ہے عزم کا
کیا آن بان شان ہے ، یہ صفر کا سفر

مزاح نگار شاعر عرفان قادر مرحوم کے نام

مسکراہٹ کی شان سے گزرے
تم عجب آن بان سے گزرے

اپنی خوشبو ، سخن گزاری کی
مثلِ گل گلستان سے گزرے

ہر طرف آنسوؤں کا ڈیرا تھا
تم ہنسی کی اڑان سے گزرے

یاد کرتی رہے گی موجِ غزل
تم سخن ور تھے ، مان سے گزرے

جان دے دی اڑان بھرتے ہوئے
تم غضب کی اٹھان سے گزرے

گونجتی ہے مٹھاس لہجے کی
یوں غزل کی زبان سے گزرے

دیکھتے رہ گئے سبھی کہ تم
ایک دم ، درمیان سے گزرے

ناگہاں یہ جہان چھوڑ دیا
زیست کے امتحان سے گزرے

مغفرت ہو ، تمھیں خدا بخشے
تم بھی فانی مکان سے گزرے

دیکھنے کو ابھی بہت کچھ تھا
سرسری تم جہان سے گزرے"

قہقہے بھی اداس ہے عرفان
ہنستے بستے جہان سے گزرے

سلمان باسط کے لیے "ابریشم" کی تقریب پزیرائی پر کہی گئی

ریشمی قرطاس پر اترے
حسیں خوابوں کا ابریشم
نمیدہ حرف کی لو سے
دمیدہ لاجوردی، ارغوانی، نقرئی
احساس کی ضو سے لپٹتا ہے

کوئی بھی نظم جب کھلنے لگے تو
ناسٹیلجک دور
کی یادوں سے
لکھی خواب کی تختی
نظر کو جگنوؤں سے، تتلیوں سے
خوش نما رنگوں سے ہم آغوش کرتی ہے

کشادِ فکر کو
اجمال سے، تمثال سے
رمزِ تحیر میں بسی
خوشبو کا نغمہ دان کرتی ہے

سجل، صیقل، عمق
ادراک میں پنہاں للک
صوت و معانی
ماورائے رائیگانی، کوئی حیرانی
حسیں معجز بیاں کی
حرف کاری و سخن کاری کا ابریشم
حسیں، کومل، سروں کی
نرم پوروں سے الجھ کر کھلنے لگتا ہے

غزل کے رنگ میں شاعر
حسیں نظموں کے سارے سر
وصال و ہجر کے موسم
تذبذب، تشنگی
خوش چہرگی کی رت
فضائے واہ سے لاہور تک
لاہور سے پردیس تک
ہنستے لبوں سے گنگناتا ہے

خزاں کی زرد فرغل میں
زمستانی ہوا کا لمس پاتا
برف کو پوشاک کرتا ہے

جواز حرف کا سارا سفر
تمثال گر کی نظم کے پلو سے روشن
خوب رو منظر نگاری، نقش کاری
خواب داری کا قرینہ ہے

سو حرف جاں یہی ہے
ریشمی قرطاس پر سلمان باسط
زندگی بھر کی کمائی سے کشیدہ
کاسنی خوشیوں، گلابی آرزوؤں
سے سجی خوش تاب رنگی میں
محبت لکھ رہا ہے



شاعر

چند شاعر، جو خواب لکھتے ہیں
زندگی کی کتاب لکھتے ہیں
خار چنتے ہیں اپنی پلکوں سے
زرد ہو کر گلاب لکھتے ہیں
دل سے لکھتے ہیں داستان جہاں
دھڑکنوں کا نصاب لکھتے ہیں
آئنے کے وجود سے آگے
خوب صورت سراب لکھتے ہیں
کرب ہمدم ہے جاننے کا دکھ
آگہی کے عذاب لکھتے ہیں


شاعر
چند شاعر، جو خواب لکھتے ہیں
زندگی کی کتاب لکھتے ہیں
خار چنتے ہیں اپنی پلکوں سے
زرد ہو کر گلاب لکھتے ہیں
دل سے لکھتے ہیں داستان جہاں
دھڑکنوں کا نصاب لکھتے ہیں
آئنے کے وجود سے آگے
خوب صورت سراب لکھتے ہیں
کرب ہمدم ہے جاننے کا دکھ
آگہی کے عذاب لکھتے ہیں